﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰہِ يُؤْتِيْہِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ٨٠)

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

الفضل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء شمارہ ۳۹

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں

"میں نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعا کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہونگی۔ اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ و زاری سے بینائی کم ہو جائے۔ اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی۔ کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددعا کرے گا وہ بددعا اسی پر پڑے گی۔ جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اس پر لعنت ہو وہ لعنت اسی کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کشتی قرار دے کر یہ دعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے دیکھ لیا............

کوئی زمین پر مر نہیں سکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے۔ میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لئے دعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل بنا کر ان کے منہ پر مارے گا۔ دیکھو! صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کاروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں ان کا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا تو اس امت پر رحم کر۔ آمین!"۔ (المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۰۰ء)

جرمنی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اہم دینی مصروفیات

(جرمنی) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ جرمنی کے بیسویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۶ ستمبر کو فرنکفورٹ میں ورود فرما ہوئے۔ حضور انور یہاں تشریف لاتے ہی مسجد نور کے عقب میں واقع قبرستان تشریف لے گئے جہاں آپ نے حال ہی میں جماعتی خدمت کے دوران ایک حادثہ میں شہید ہونے والے جماعت جرمنی کے مخلص اور باوفا خادم مبشر احمد باجوہ شہید کی قبر پر دعا کی۔ بعد ازاں مسعود احمد صاحب جہلمی مرحوم اور عبدالہادی کیوسی صاحب مرحوم کی قبر پر بھی دعا کی۔

جرمنی میں قیام کے دوران حضور انور نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب و خواتین سے خطاب کے علاوہ متعدد مجالس سوال و جواب میں شرکت فرمائی جو جرمنی کے مختلف شہروں میں منعقد کی گئیں۔ ان مجالس سوال و جواب میں بوسنین، البانین، ٹرکش، جرمن، افریقن، عرب اور دیگر کئی قومیتوں سے تعلق رکھنے والے احباب و خواتین نے شرکت کی۔ ان مجالس میں شرکاء مجلس کی زبان میں ساتھ ساتھ ترجمہ کا انتظام تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مجالس نہایت کامیاب رہیں۔ اور کثیر تعداد تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچا اور بہت سے افراد اس موقع پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی میں قیام کے دوران ہر جگہ انفرادی و اجتماعی ملاقاتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا اور کثرت سے احباب و خواتین نے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اسی طرح بعض اخباری اور ٹیلی ویژن کے نمائندگان نے حضور کے انٹرویو بھی لئے۔ ہمیشہ کی طرح حضور انور کا یہ سفر جرمنی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی بابرکت رہا۔ حضور کے دورہ کی تفصیلی رپورٹ آئندہ اشاعتوں میں اخبار احمدیہ جرمنی کے ذریعہ پیش کی جائے گی، انشاء اللہ۔

مختصرات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں جرمنی میں رونق افروز ہیں۔ حضور انور نے جماعت جرمنی کے جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمائی جو ۸، ۹ اور ۱۰ ستمبر (بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار) منعقد ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ جلسہ بہت کامیاب اور بابرکت رہا اور شرکاء خدمت دین اور اصلاح نفس کے ایک نئے عزم اور بلند ارادوں کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔ ایک وقت وہ تھا جبکہ امام جماعت احمدیہ کے قادیان یا ربوہ میں بیان کئے جانے والے ارشادات کئی دنوں، ہفتوں اور بعض صورتوں میں مہینوں بعد احمدیوں تک پہنچا کرتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے M.T.A. کے ذریعہ یہ صورت پیدا فرما دی ہے کہ یہ ارشادات اکثر صورتوں میں براہ راست اسی وقت ساری دنیا میں نشر ہو جاتے ہیں اور براہ راست نشر نہ ہونے کی صورت میں بھی اولین فرصت میں احباب تک پہنچ جاتے ہیں۔ جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر حضور انور کے خطابات اور ارشادات بھی اولین موقع پر M.T.A. پر پیش کئے جاتے رہے۔

ہفتہ ۹ ستمبر ۱۹۹۵ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ۸ ستمبر کا خطبہ جمعہ جو آپ نے جرمنی کے جلسہ سالانہ کے پہلے روز جرمنی میں ارشاد فرمایا، سنایا گیا۔

اتوار ۱۰ ستمبر ۱۹۹۵ء:

جرمنی میں ۹ ستمبر کو بوزنین اور البانین کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جو مجلس سوال و جواب ہوئی۔ وہ آج کے "ملاقات" پروگرام میں دکھائی گئی۔ اس مجلس کا بوزنین اور البانین زبانوں میں ساتھ کے ساتھ ترجمہ ہوتا رہا۔ ایک سوال کے جواب میں حضور نے ختم نبوت کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

سوموار ۱۱ ستمبر ۱۹۹۵ء:

۹ ستمبر کو جرمنی میں ہونے والی مجلس سوال و جواب کا دوسرا حصہ پیش کیا گیا جو متفرق سوالات پر مشتمل تھا۔ آخر میں بیعت کی تقریب دکھائی گئی جو اس مجلس کے اختتام پر ہوئی تھی۔

منگل۔ بدھ، ۱۲۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۹۵ء:

جلسہ جرمنی کے موقعہ پر منعقد ہونے والی مجلس عرفان جس کا ترکی اور فرانسیسی زبان میں رواں ترجمہ ساتھ کے ساتھ پیش کیا گیا۔ اس مجلس کا نصف اول ۱۲ ستمبر کو اور نصف آخر ۱۳ ستمبر کو پیش کیا گیا۔ چند سوالات یہ تھے:۔

☆ سعودی عرب میں آج کل لوگوں کو شریعت کے نام پر مارا جا رہا ہے۔ اسلام اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟

☆ کیا یہ مارے جانے والے لوگ جنت میں جائیں گے؟

☆ سعودی حکومت کے فرمانروا کا دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کی شریعت کے مطابق عمل کر رہے ہیں جبکہ ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ خلاف اسلام حرکتیں کر رہے ہیں۔ حضور کی اس بارہ میں کیا رائے ہے؟

☆ کیا سود اسلامی تعلیم کے لحاظ سے حرام ہے۔ اس حرام سے بچنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

☆ کیا مسلمان مردوں کو عیسائی عورتوں سے شادی کی اجازت ہے۔ اس صورت میں کیا اسے (عیسائی بیوی کو) عیسائیت پر عمل کرنے کی اجازت دینی چاہئے یا روکنا چاہئے؟

☆ احمدیت کا مشرق وسطی اور دیگر اسلامی ممالک میں آج کل کثرت سے نفوذ اور چرچا کیوں نہیں ہوا؟

☆ جن لوگوں نے احمدیت کے بارہ میں کچھ سنا بھی نہیں۔ ان کا آخرت میں کیا بنے گا۔ کیا وہ جہنم میں جائیں گے؟

☆ اسلام کے خلاف سب مخالفانہ کوششیں برطانیہ سے ہو رہی ہیں۔ حضور کا اس پر کیا تبصرہ ہے؟

آخر میں نئے احمدیوں کی تقریب بیعت ہوئی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

وہ بلاتے ہیں کہ ہوجائیں نہاں ہم زیر غار

گزشتہ دنوں ایک معاند احمدیت ملاں کی طرف سے جنگ اخبار میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں اس نے احمدیوں سے اپیل کی ہے کہ یا تو وہ اپنے "غلط عقائد سے توبہ کر کے ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد کی بنیاد پر امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں شامل ہوجائیں" اور یا پھر "پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ قبول کر کے غیر مسلم اقلیت کا جائز اور منطقی کردار اختیار کر لیں"۔

منکرین فیضان نبوت کی طرف سے ایسا مطالبہ کوئی نیا مطالبہ نہیں۔ تاریخ انبیاء سے ثابت ہے کہ اس سے پہلے بھی انبیاء علیہم السلام اور ان کے متبعین سے منکرین فیضان نبوت ایسا ہی مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام سے بھی ان کی قوم کے معاند، متکبر سرداروں نے یہی کہا تھا کہ تم ہماری ملت میں واپس آجاؤ ورنہ تمہیں اور تمہارے ساتھی مومنوں کو اپنے ملک سے نکال دیں گے اور تم لوگ سخت نقصان اٹھاؤ گے۔ آج منکرین فیضان ختم نبوت کی طرف سے اس مطالبہ کا بھی مختصر، اصولی اور دوٹوک جواب وہی ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے متکبر سرداروں کو دیا تھا اور جو قرآن مجید میں ان الفاظ میں محفوظ ہے کہ "قد افترینا علی اللہ کذبا ان عدنا فی ملتکم بعد اذ نجانا اللہ منھا ..... الخ (الاعراف: ۹۰) کہ "یقیناً ہم اللہ پر افتراء کرنے والے ہونگے اگر ہم باوجود اس کے تمہاری ملت میں واپس لوٹ آئیں کہ اللہ ہمیں اس سے نجات عطا فرما چکا ہے اور ہم سے تو ہو نہیں سکتا کہ ہم کبھی اس میں واپس آئیں سوائے اس کے کہ اللہ ہمارا رب ایسا چاہے۔ ہمارا رب علم کے لحاظ سے ہر چیز پر وسعت رکھتا ہے۔ اللہ ہی پر ہم توکل کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمادے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے"۔ پس اس زمانہ میں جب کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس موعود مہدیؑ پر ایمان لائے ہیں جس کی صداقت کے لئے زمین و آسمان نے گواہی دی اور جس کے لئے چاند اور سورج گرہن کے نشان ظاہر ہوئے اور جبکہ ہم پر اللہ نے یہ فضل فرمایا کہ اس حبل اللہ کو تھامنے کے نتیجہ میں ہمیں حقیقت اسلام عطا ہوئی اور خدا نے ہمیں وحدت کی لڑی میں پرو کر بنیان مرصوص بنا دیا ہے۔ ہمارے لئے یہ ممکن نہیں کہ اس غلام احمدؑ کا انکار کر کے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے موعود مہدیؑ کی تکذیب کریں کہ۔

ز عشاق فرقاں و پیغمبریم ○ بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

جہاں تک ہمارے عقائد کا تعلق ہے تو سنئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے الفاظ میں ہمارے عقائد کیا ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل و تغییر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی و طفیلی طور پر ملتا ہے"۔ (ازالہ اوہام)

اس طرح فرمایا:۔

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں۔ اور فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح ہماری زبان پر "حسبنا کتاب اللہ" ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح اختلاف اور تناقض کے وقت جب حدیث اور قرآن میں پیدا ہو قرآن کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ بالخصوص قصوں میں جو بالاتفاق نسخ کے لائق بھی نہیں ہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور روز حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور اسی پر مریں۔ اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے"۔ (ایام الصلح)

شاید ان مولوی صاحب کا یہ عقیدہ ہو کہ وہ رسول اللہؐ کے مہدی کے انکار اور اس کی تکذیب پر اصرار کے باوجود قیامت کے روز اللہ کے ہاں اپنے دعویٰ مسلمانی کے ثبوت میں پاکستان کی پارلیمنٹ کے جمہوری فیصلے کی سند دکھا سکیں گے اور وہ سند ان کے کسی کام آسکے گی لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہمیں اپنے ایمان و اسلام کے لئے کسی پارلیمنٹ یا جمہور کی سند کی ضرورت نہیں۔ ہمارے نزدیک مسلمان کی وہی تعریف سچی اور کامل تعریف ہے جو خدا اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اگر ہم بفضلہ تعالیٰ، اللہ اور اس کے رسولؐ کے "ذِمّہ" کے حصار میں داخل ہیں تو یہی ہمارے لئے کافی ہے۔

ان مولوی صاحب نے اس مطالبہ کے ذریعہ اپنے زعم میں احمدیوں کو "معقولیت" اور "انصاف" کا یہ طریق بتایا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کر لیں یا امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں آجائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے ان مطالبات کا معقولیت اور انصاف سے دور کا بھی رشتہ نہیں۔ نہ معلوم یہ امت مسلمہ کے کس اجتماعی دھارے کی بات کرتے ہیں۔ کیا وہ جس میں موجود ہر فرقہ باقی سب فرقوں کی نظر میں کافر اور بے ایمان اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ایمان اور اسلام کے لئے جمہور کے فیصلہ کو معیار قرار دینے والے یہ مولوی صاحب پہلے اپنے فرقہ کا اسلام تو ثابت کر لیں۔ اگر انہیں یہ معلوم نہ ہو کہ باقی فرقے ان کو کیا سمجھتے ہیں تو ان سب کے فتاویٰ انہیں بھجوائے جا سکتے ہیں۔ اور پھر کیسا اجتماعی دھارا جس میں ہر فرقہ آپس میں شدید افتراق کا شکار ہے اور دن بدن مزید پھٹتا چلا جاتا ہے۔ اگر یہ سب متحد ہیں تو پھر یہ آئے دن اخبارات میں اتحاد کی اپیلیں چہ معنی دارد؟۔ اور ان کا ہم سے یہ مطالبہ کہ ہم اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کریں گویا نعوذ باللہ من ذالک خدا تعالیٰ کی توحید اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کر کے بتوں کی پرستش کریں یا صوم و صلوٰۃ کو ترک کر دیں اور قرآن و سنت محمد مصطفیٰؐ سے روگردانی کریں تو پھر ان کے سینے ٹھنڈے ہونگے؟۔ یہ ایسا لغو اور بیہودہ مطالبہ ہے کہ اس کی کراہت اور شناعت پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے اور تعجب ہے یہ صاحب ایسا مطالبہ کر کے پھر بھی مسلمان اور اسلام کے ہمدرد اور ختم نبوت کے مجاہد! انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس کے جواب میں قرآنی الفاظ میں یہی کہا جا سکتا ہے "قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایہا الجاہلون" (اے جاہلو! کیا تم مجھے یہ حکم دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں)۔

یہ معاند ملاں جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کے مہدی علیہ السلا کو ماننے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر سطح پر عظیم الشان کامیابیاں حاصل کر رہی ہے۔ ہر روز نئی قومیں، نئے افراد احمدیت کے ذریعہ نور اسلام سے منور ہو رہے ہیں۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی زمین پھیل رہی ہے اور کفار کی زمین کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ احمدیت کا یہ چشمہ رواں دراصل بحر کمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ایک قطرہ ہے اور ہاں یہ سب ترقیات جو آج ہمیں نصیب ہو رہی ہیں یہ سب فیضان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا یہ لوگ انکار کر بیٹھے ہیں۔

ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اک بلندی کی طرف ○ وہ بلاتے ہیں کہ ہو جائیں نہاں ہم زیر غار

احادیث النبی ﷺ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَہَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ، وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ، وَحَجِّ الْبَیْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔"

(بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا، اور روزے رکھنا۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور اس میں ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول نے لے لی ہے۔ پس تم اللہ کی ذمہ داری کی بے حرمتی نہ کرو۔

زاہد الراشدی کے مغالطے اور مطالبے

(محمد احمد حامی)

پاکستان سے ہر سال ملاؤں اور گدی نشینوں کے کچھ طائفے باقاعدگی سے انگلستان (اور اب یورپ بھی) پر یلغار کرتے ہیں۔ ان میں سے بہتوں کو ادھر حکومتی زکوٰۃ اور مذہبی مدرسوں کی آمدنی ادھر لاتی ہے اور یہاں سے جاتے وقت تحائف، عطیات اور فتوحات سے لدے پھندے واپس ہوتے ہیں۔ گرمیاں یہاں گزار کر سال کا باقی حصہ اپنی بیرون ملک تبلیغ (کس کو؟) کے معرکوں کی داستانیں دہراتے ہیں، پاکستان کے اخبارات میں بے سروپا دعوے کرتے ہیں (مثلاً ہم اتنے ہزار گورے یورپینوں کو کلمہ پڑھا آئے ہیں یا اتنے لاکھ احمدیوں کو توبہ کرا آئے ہیں) ان فصلی موقع پرستوں میں سے ایک ملا بنام ابو عمار زاہد الراشدی ہے جو اپنے معرب نام کی طرح ورلڈ اسلامک فورم کے رعبدار نام سے ایک ٹولے کا خود ساختہ سب کچھ ہے۔ اس کا وطیرہ یہ ہے کہ ہر سال یہاں آکر کوئی نیا شوشہ چھوڑتا ہے، یہاں کے مقامی اخبارات میں مراسلت کرتا ہے اور جاتے ہوئے ان کے تراشے ساتھ لے جاتا ہے کہ سند رہیں اور انہیں پاکستان میں مشتہر کر کے یافت کا سامان بنایا جائے۔ دو تین سال پہلے اس نے لندن میں بیٹھ کر پاکستان میں نفاذ شریعت کا مطالبہ کیا اور دھڑا دھڑ روزنامہ جنگ لندن میں خطوط، بیانات، انٹرویو اور خود ہی ان پر تبصرے چھپوانے لگا۔ ہم نے اسی اخبار کے ذریعے اس سے پوچھا کہ لندن سے اس مطالبے کے اجراء کا کیا مطلب؟، کیا مسز تھیچر سے پاکستان میں نفاذ اسلام کے لئے استمداد کر رہے ہو یا اس کے لئے کسی لندن پلان کے انڈے سے رہے ہو۔ اور پھر بفرض محال کوئی تم سے کہہ ہی دے کہ آؤ مولوی صاحب تمہارا نفاذ شریعت کر دیں تو کونسی شریعت پسند کرو گے۔ کیا تمہیں سعودی اہل حدیث کی تعبیر قابل قبول ہوگی یا سواد اعظم والے شاہ احمد نورانی کے پیرومرشد اعلحضرت فاضل احمد رضا خاں بریلوی کی چھاپ والی۔ ملکی قوانین کے لئے جعفریہ فقہ پسند کرو گے یا حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں سے کوئی چنو گے۔ تلفیق بین المذاہب (سب فقہوں کا ملغوبہ یا جہاں سے جو پسند آئے یعنی میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو) کے قائل ہو یا اپنا ہی چام کا سکہ چلاؤ گے؟ ہمارے استفسار کا جواب تو کچھ نہ ملا البتہ اگلے سال اس نے پینترا بدلا اور مسلمان بچوں اور زیر تربیت ملوٹوں کو مغربی علوم، سائنس، فلسفہ، تاریخ اور زبانیں پڑھانے کی سکیم لے کر یہاں آیا اور اوپر نیچے دو چار پریس کانفرنسیں کر ڈالیں۔ پھر اس کے بارے میں کچھ نہ سنا۔ غالباً کسی سیانے نے سمجھا دیا ہوگا کہ مولانا کیا غضب کرتے ہو ادھر نئی پود کو جدید تعلیم کی لو لگی ادھر تمہاری توہم پرستیاں اور ضعیف الاعتقادیاں ہوا ہو جائیں گی۔ انہیں سے تو تمہارا کارخانہ چل رہا ہے۔ یہ فرنٹ ہو گئے تو تمہارا حلوہ مانڈہ کیسے چلے گا۔ اور تم نے اگر مذہبی مدرسوں میں زیر تعلیم خام ملوٹوں کو سائنس پڑھا دی تو وہ گئے تمہارے کام سے۔ ان کی آنکھوں سے جہالت کی پٹی اتر گئی تو وہ جمعرات کی روٹیاں، صدقہ و خیرات اور بقر عید کی کھالوں پر تین حرف بھیج کر کہیں عزت کی روزی نہ کمائیں گے؟

اگلا سال آیا تو اس ملا نے پاکستان کی اقلیتوں کے بنیادی انسانی حقوق کی پامالی کے دفاع کا پروگرام بنایا اور یہاں تک کہہ گیا کہ اسلام میں غیر مسلموں کے، بالخصوص مرتدین کے کوئی "انسانی حقوق" ہوتے ہی نہیں۔ جب اس کا تعاقب کیا گیا کہ تم جو دعویٰ کرتے ہو اسلام نے انسانیت کا بول بالا کیا اور سب افراد میں مساوات کے لئے ہر شہری کے حقوق و فرائض متعین کئے تو ذرا اپنے مزعومہ اسلامی حقوق کی فہرست تو دینا۔ تو اس نے چپ سادھ لی۔ ہم نے اسے اور اس کے ہم پیشہ و ہم مشرب و ہم نوا مذہبی فوجداروں کو توجہ دلائی کہ یہاں انگلستان میں انسانی حقوق کا کیا قصہ لے بیٹھے ہو۔ یہاں پر ہر شہری کو جو بنیادی حقوق اور آسائشیں حاصل ہیں وہ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتے۔ یہاں تو ذرا بھی کسی حق تلفی یا امتیاز کا شبہ ہو تو اس پر گرفت اور احتساب کے لئے سو سرکاری اور غیر سرکاری ادارے موجود ہیں اور آئے دن حکومت وقت، خود اختیاری اداروں اور ارب پتی کمپنیوں کو ہزاروں لاکھوں پاؤنڈ معمولی معمولی فروگزاشتوں پر ہرجانے کے طور پر ادا کرنا پڑتے ہیں۔ تم واعظ حضرات اور ملا لوگ تو وطن واپس جاؤ جہاں اخبارات کے ذریعہ مشتہر ہونے والی خبروں کے مطابق آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے اور تمہاری یہ اسلامی ریاست، اس کے اہلکار اور اس کے محافظ اپنے ہی شہریوں پر ایسے سفاکانہ اور حیاسوز ظلم کر رہے ہیں جن کا عشر عشیر بھی بے خدا اور لامذہب سوسائٹیوں میں نظر نہیں آتا۔ ہم رشوت، اقرباء پروری، بے روزگاری، بھوک، بیماری اور تعلیم کے فقدان وغیرہ کی بات نہیں کر رہے۔ ہم پولیس کے ان تھانوں کا ذکر کر رہے ہیں جہاں ملزموں کو تفتیش کے دوران ہلاک کر دیا جاتا ہے اور جہاں شرفاء کی بہو بیٹیوں کو طلب کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے رسوا کر دیا جاتا ہے۔ ہم ان واقعات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جہاں بھرے بازار میں کسی غریب کی بیٹی (یا ماں) کو برہنہ کر کے تمچیاں مار مار کر نچایا جاتا ہے۔ ہم جیلوں میں محبوس ان خاتون قیدیوں کو پیش کر رہے ہیں جن سے مبینہ طور پر جیلوں کے عمال دن رات زنا بالجبر کرتے ہیں اور نتیجۃً یہ مجبور مخلوق حرامی بچے جن رہی ہے۔ (انسانی حقوق کے ایک ادارے نے ان معصوم بچوں کی تعداد سینکڑوں میں دی ہے)۔ ایک عدالت نے افسر اعلیٰ جیل خانہ جات سے ان بچوں کے باپوں کے نام پوچھے تو وہ کھسیا کر رہ گئے کہ اپنے ہی کارکنوں میں سے کسے چھوڑیں اور کسے پکڑائیں۔ اجتماعی آبروریزی کی اصطلاح ہم نے صرف پاکستان کے حوالے سے سنی ہے۔ سو ہم نے اس ملاں سے کہا کہ کیا یہ بہتر نہیں کہ لندن آکر ایسا مسخراپن اور جہالت کی باتیں کرنے کے بجائے انہیں پیروں پر واپس جاؤ اور ان مظلوموں، مجبوروں، مقہوروں کی دادرسی کرو۔ ان کے حق میں صدائے احتجاج بلند کرو۔ تھانوں کے دروازوں کے آگے دھرنا مار کر بیٹھو، جیلوں کے سامنے مظاہرے کرو اور اس ظلم کو رکواؤ۔ ہم نے اسے یقین دلایا کہ ایسے سب مظلوم غیر مسلم یا مرتد نہیں ہیں۔ ان میں سے نوے فیصد مسلمان اور محمدؐ عربی کی امت ہیں۔ اپنی اسلامی مملکت میں ان ایمان والوں کے حق میں کوئی نیکی کرو۔ عدالتوں کو بلیک میل یا خوف زدہ کرنے کے لئے تو ہزاروں تو خیز ملوٹوں کے جم غفیر لے کر گھیراؤ کرتے ہو، کہیں خدا کے نام پر کسی مظلوم کے حق میں بھی کوئی جلوس نکالو۔ تمہارا میدان تبلیغ تو تمہارا اپنا گھر ہے۔ جاؤ اسے سنوارو۔ اپنی چارپائی کے نیچے جھانک کر ڈنڈا پھیرو۔ تم کیا جانو کہ انسان کے بنیادی حقوق کس پاکیزہ تصور کا نام ہے۔ انہیں بروئے کار لانے کے لئے صدیوں جدوجہد کرنا ہوتی ہے۔ بے لوث قربانیاں دینا پڑتی ہیں اور جب ایک بار یہ حاصل ہو جائیں تو مسلسل نگہداشت کرنا ہوتی ہے کہ کہیں پھر پہیہ الٹا نہ چل پڑے۔ اس زاہد الراشدی یا اس کے کسی چیلے چانٹے کو آج تک یہ توفیق نہ ہوئی کہ کسی پاکستانی زمیندار یا وڈیرے سے کہنے کی جرات کرے کہ اپنے مزارعوں اور رعایا سے بیگار نہ لے، ان کی بہو بیٹیوں کو خراب نہ کرے اور اپنی بیٹی کو جائیداد سے محروم کرنے کے لئے اس کا بیاہ قرآن سے کر کے اسے ساری عمر کنواری نہ بٹھائے رکھے۔ یہ کیونکر ایسا کریں کہ یہ زمیندار ہی تو ان کا ان داتا اور روزی رساں ہیں۔ ان کا اپنا کام تو محض اسلام کی تلقین کرنا ہے۔ عمل دوسروں کے ذمہ۔

(ان موضوعات پر زاہد الراشدی پر ہماری تنقید کے لئے دیکھیں روزنامہ جنگ لندن ۲۹ ستمبر ۱۹۹۲ء، ۲۵ نومبر ۱۹۹۳ء اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

اب اس سال پھر اس شخص کو بنیادی انسانی حقوق کی اصطلاح کے تتیے نے کاٹا ہے اور اس دفعہ یہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی سالانہ رپورٹ کے حوالے سے ہے۔ انسانی حقوق کے اس ادارے نے پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم کی تاریخ وار فہرست جب پیش کی تو حکومت نے تو تحقیقات کا وعدہ کیا مگر ملا لوگ ان انسانیت سوز وارداتوں کی تشہیر سے بھنا کر کاٹنے کو دوڑے۔ پہلے تو انہوں نے اس بات سے ہی سراسر انکار کر دیا کہ پاکستان میں احمدیوں پر کوئی زیادتی ہوئی ہے مگر جب پروفیسر نسیم بابر مرحوم کے قتل پر صدر مملکت کا تعزیت نامہ، اسلام آباد یونیورسٹی کی قرارداد، شب قدر میں ریاض احمد خان مرحوم کی احاطہ عدالت میں سنگساری اور ان کی میت سے بہیمانہ سلوک پر اخباری تبصرے پیش کئے گئے اور خود حکومت پاکستان کے جاری کردہ ۱۹۹۴ء کے دوران احمدی مقتولوں اور ملزموں اور اسیروں کے اعداد و شمار ان کے سامنے رکھے گئے تو چھوٹے مولوی تو اب تک میں نہ مانوں، میں نہ مانوں کی رٹ لگا رہے ہیں مگر زاہد الراشدی جیسے چیئرمین قسم کے حضرات نے ایمنسٹی اور دوسرے بین الاقوامی اداروں کی تنقید کے لئے بھی احمدیوں کو قصوروار ٹھہرایا کہ ہم اگر تمہیں مارتے ہیں تو شور کیوں مچاتے ہو اور پاکستان کو دنیا میں بدنام کرتے ہو۔ اس صورت حال پر پاکستان کے ایک اخبار نے یہ طنز کیا کہ مولانا اس میں احمدیوں کا کچھ قصور نہیں ہے۔ کچھ زمانہ ہی ایسا آگیا ہے کہ جس کا گلا گھونٹو وہی آنکھیں نکالتا ہے۔

اس طرح جب انہیں اس موقف پر بھی پھٹکار پڑی تو زاہد الراشدی نے ایک اور پینترا بدلا اور عوام کے سامنے سرخرو ہونے کے لئے براہ راست امام جماعت احمدیہ کے نام ایک اپیل شائع کی۔ جس میں نہایت بے بسی سے اعتراف کیا ہے کہ ہم تو گزشتہ سو سال میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود آپ کو کافر نہ بنا سکے، ہزار دعوے کرنے کے باوجود تمہیں ختم نہ کر سکے (یہ فاتح قادیان، فاتح ربوہ اور فاتح مرزائیت قسم کے بے شمار مسخرے جو ماضی میں پیدا ہوئے ہیں اور آج بھی کچھ اس تال پر ڈگڈگی بجا رہے ہیں، ان سب کا دعویٰ تھا کہ ہم نے، نعوذ باللہ، احمدیت کو ختم کر کے دفن کر دیا ہے۔ ان میں سے مہر علی گولڑوی، جماعت علی شاہ علی پوری، محمد حیات پسروری، عطاء اللہ بخاری، مظفر علی شمسی اور منظور چنیوٹی نمایاں ہیں)۔ حتیٰ کہ پاکستان کی مرکزی اسمبلی سے تمہارے اخراج اسلام کا فتویٰ لیا اور آنجہانی ضیاء الحق کے ہاتھوں امتناع قادیانیت کا آرڈیننس نافذ کروایا۔ ان سب کے باوجود تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے اس لئے خدارا یا تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر توبہ کر لو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ یا خود ہی اپنے غیر مسلم ہونے کا اقرار کر لو اور اللہ، رسول اور قرآن سے دست بردار ہو کر الگ مذہب بن جاؤ۔

اس تحریر میں نہایت مکاری سے پہلے تو کچھ اصول گھڑے ہیں کہ نیا مذہب کیسے بنتا ہے اور پھر بظاہر خیر خواہی کرتے ہوئے جماعت احمدیہ سے مندرجہ بالا دو مطالبات کئے ہیں تاکہ، اس کے الفاظ میں، "باہمی مناقشت دور ہو جائے، کشیدگی میں کمی ہو اور فریقین اپنی بہترین توانائیاں اور صلاحیتیں اس محاذ آرائی پر صرف کرنے کے بجائے انہیں مثبت مقاصد کے لئے استعمال میں لائیں"۔

یہ دردمندانہ اپیل روزنامہ جنگ لندن کے شمارہ ۲ ستمبر ۱۹۹۵ء میں زیر عنوان "قادیانی امت کے سربراہ مرزا طاہر احمد توجہ فرمائیں" شائع ہوئی ہے اور اس لائق ہے کہ اس کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے اور اس بدنیت ملا کی مغالطہ دہی کو واضح کیا جائے۔ تمہید کے طور پر لکھا ہے:

"جناب مرزا طاہر کے دادا مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور نئی وحی الٰہی کے حوالے سے اپنی تعلیمات پیش کرنے کا آغاز کیا تھا جسے امت مسلمہ کے تمام علمی و دینی حلقوں نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت اور اس کی تیرہ سو سالہ اجماعی تعبیر سے انحراف قرار دیتے ہوئے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کر ان سے مکمل لاتعلقی کا اعلان کیا تھا"۔

یہاں ہم حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے "نبوت کے دعوے" اور "نئی وحی الٰہی" کی بحث میں نہیں پڑتے اور نہ ہی "تیرہ سو سالہ اجماعی تعبیر" کے غلط دعویٰ کے بطلان میں الجھتے ہیں (کہ ان موضوعات پر طالبان حق کے لئے وافر مواد موجود ہے) بلکہ "امت مسلمہ کے تمام علمی و دینی حلقوں" کی طرف سے مرزا صاحب کے اخراج از اسلام پر اتفاق کی غلط بیانی کو چیلنج کرتے ہیں۔ کیا اس جاہل ملا کو واقعی معلوم نہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد، جبکہ ان کا دعویٰ مکمل ہو چکا تھا اور اس کی تفاصیل اور

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

دلائل کھل کر سامنے آچکے تھے، جن میں مسلمان علماء اور اکابرین نے مرزا صاحب کی اسلامی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ان میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولوی ظفر علی خان کے والد اور اخبار زمیندار کے بانی منشی سراج الدین صاحب، خود مولوی ظفر علی خان (شدھی کے زمانے والے)، نواب اعظم یار جنگ، مولوی چراغ علی، علامہ سر محمد اقبال (اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ والے)، حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف، خواجہ حسن نظامی، اقبال کے استاد شمس العلماء علامہ میر حسن سیالکوٹی، مولوی سید ممتاز علی لاہور، عبداللہ العمادی، مولانا عبدالماجد دریابادی اور نیاز فتح پوری شامل ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت اقدس کی وفات پر ہندوستان کی اسلامی پریس نے زوردار تعزیاتی مضامین لکھے اور حضرت مرزا صاحب کو امت کا بطل جلیل اور اسلام کا پہلوان قرار دیا (مثلاً وکیل امرتسر، زمیندار لاہور، علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ اور صادق الاخبار۔ ریواڑی)۔ علمی اور دینی حلقوں کے ان استثناؤں کے باوجود یہ کہنا کہ تمام نے مرزا صاحب کو اسلام سے خارج سمجھا دیدہ دلیری ہے یا بے حیائی۔

البتہ یہ امر باعث عبرت ہے کہ ہم نے اوپر جو نام دیئے ہیں وہ آج بھی برصغیر کی تاریخ میں مل جاتے ہیں لیکن وہ جنہوں نے فی الواقعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر کفر اور اخراج اسلام کا فتویٰ لگایا تھا وہ خدا تعالیٰ کے وعید "انی مہین من اراد اھانتک" کے مطابق نسیاً منسیا ہو چکے ہیں اور اگر آج ان کا نام ملتا ہے تو جماعت احمدیہ کی کتب میں بطور مورد غضب الٰہی اور ان کی مثالیں ہیں رشید احمد گنگوہی، نذیر حسین دہلوی، محمد بشیر بھوپالوی، محمد حسین بٹالوی اور ثناء اللہ امرتسری۔ فاعتبروا۔

اس کے بعد دوسرے مغالطہ کے لئے اس شخص نے کمال عیاری سے کچھ خود ساختہ بھاری بھر کم اصطلاحات کا سہارا لیا ہے گویا کہ تاریخ اور فلسفہ عمرانیات سے بھی اس کا کچھ لگاؤ ہے مگر ایک سطحی نظر سے دیکھنے والے کو بھی اس کے ڈھول کا پول دکھائی دے گا۔ پہلے آپ دیکھیں کہ یہ کہتا کیا ہے، و قولہ:۔

"قادیانی جماعت کا کہنا ہے کہ چونکہ وہ قرآن اور حضرت محمدؐ پر ایمان رکھتی ہے اس لئے اسے مسلمان کہلانے کا حق ہے لیکن یہ موقف مذاہب عالم کے تاریخی تسلسل میں کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں۔ خود تاریخ پر نظر ڈال لیجئے۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ عیسائی بھی ان دونوں پر ایمان رکھتے ہیں لیکن ان کے بعد حضرت موسیٰؑ کی نبوت اور انجیل کو بھی مانتے ہیں اس لئے وہ حضرت موسیٰؑ اور تورات پر ایمان رکھنے کے باوجود یہودی نہیں کہلاتے بلکہ ایک الگ مذہب کے پیرو کار شمار ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمان حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سمیت تمام انبیاء سابقین کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور تورات زبور اور انجیل سمیت تمام سابقہ کتب و مصاحف کو سچا مانتے ہیں لیکن چونکہ وہ ان کے بعد حضرت محمدؐ کی نبوت اور قرآن کریم پر بھی ایمان رکھتے ہیں اس لئے وہ نہ یہودی کہلا سکتے ہیں نہ عیسائی بلکہ ان دونوں سے الگ ایک مذہب کے پیروکار تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یہ مذاہب عالم کا تاریخی تسلسل ہے جس سے انکار ممکن نہیں ہے۔ اور مسلمانوں کا یہ موقف اسی تاریخی تسلسل کا حصہ ہے کہ قادیانی گروہ چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت اور ان پر نازل ہونے والی مبینہ وحی پر ایمان رکھتا ہے ..... اس لئے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان کے دعوے کے باوجود ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں ہے بلکہ ایک الگ اور نئے مذہب کا پیروکار ہے ..... یہ مذاہب عالم کے درمیان ہزاروں سال سے کار فرما ایک مسلمہ اصول ہے جس کی بنیاد پر مذاہب ہمیشہ سے ایک دوسرے سے الگ شمار ہوتے چلے آرہے ہیں"۔

خلاصہ اس بیان کا یہ ہے کہ جب ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجائے تو دوسرے کے پیروؤں کو الگ مذہب اور الگ امت شمار ہونا چاہئے باوجودیکہ یہ متاخر گروہ اپنے نبی کی نبوت اور اس پر نازل ہونے والے کلام کے علاوہ سابق نبی کی نبوت اور اس پر آنے والی وحی پر ایمان رکھتے ہوں۔ اب آیئے دینیات اور مذاہب کے علم سے کورے اس ملا کے مسلمہ اصول اور تاریخی تسلسل کا جائزہ لیں۔ اگر کچھ اور نہیں تو اس نے صرف قرآن مجید باترجمہ پڑھا ہوتا تو اسے علم ہوتا کہ بلا استثناء ہر صاحب شریعت نبی کے بعد ان کے تتبع میں انہی کی شریعت کی تحکیم، تشریح، تجدید، تصلیح اور تعدیل کے لئے ان کی اپنی امت میں، ان کا کلمہ پڑھنے والے غیر تشریعی، امتی اور "شاگرد" نبی آتے رہے ہیں۔ یہ نبوت کا دعویٰ بھی رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ ان سے کلام بھی کرتا تھا۔ یہ زاہد الراشدی کتنی آسانی سے بھول گیا کہ تشریعی نبی، صاحب صحیفہ، ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، شعیب اور ایوب علیہم السلام نبی ہوئے اور آتشی شریعت والے فرعون کش جناب موسیٰؑ کی پیروی میں حضرت عیسیٰؑ تو اسے یاد رہے مگر حضرت ہارون، داؤد، سلیمان، یسعیاہ، زکریا، یحیٰی وغیرھم علیہم السلام بالکل فراموش ہو گئے حالانکہ حضرت داؤدؑ تو زبور کا صحیفہ بھی لائے تھے مگر انہوں نے تو موسوی مذہب سے الگ کوئی مذہب جاری نہ کیا، نئی شریعت دی اور نہ اپنی امت کو بنی اسرائیل سے الگ کیا۔ امت محمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول بطور امتی تو اس ملا اور اس کے ہم نواؤں کو بھی تسلیم ہے۔ اب اگر اسے اپنے اس سہو پر ذرا بھی شرمندگی ہے تو اس پر واجب ہے کہ ندامت کا اظہار کرے مگر افسوس کہ ایسی توقع تو وہاں ہوتی ہے جہاں حیا کی کوئی رمق باقی رہ گئی ہو لیکن اس کا یہ فرض ضرور باقی رہتا ہے کہ مندرجہ بالا کی روشنی میں اپنے "مسلمہ اصول" اور "تاریخی تسلسل" کا دفاع کرے ورنہ عربی فارسی میں یاوہ گوئی کرنے سے کوئی عالم تو نہیں بن جاتا۔ سچے علم سے تو اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا ہوتی ہے۔ "انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء"۔

اس کا تیسرا مغالطہ وہی فرسودہ دلیل ہے کہ احمدیوں پر لازم ہے کہ "پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کا جمہوری فیصلہ" قبول کرلیں کہ اس طرح تو وہ اسلام سے علیحدہ ہو کر ایک الگ مذہب اور جدا امت کا "تشخص" پاچکے ہیں اور وہ اسلام کا نام، اسلامی اصطلاحات اور علامات استعمال نہ کریں کہ وہ اس کے باوا کے نام پر پیٹنٹ ہو چکی ہیں۔ ہم بارہا اس کا جواب دے چکے ہیں کہ ہم کسی بھی جماعت، اسمبلی، پارلیمنٹ یا حکومت کا یہ حق تسلیم نہیں کرتے کہ وہ کسی کے کفر و اسلام کا فیصلہ کرے اس لئے اصولی طور پر ہم نہ خود اس کے پابند ہیں اور نہ ہی کسی اور کے بارے میں اس قسم کے فیصلے دینے کا اسے مجاز سمجھتے ہیں۔ یوں اس ادارہ کی قرارداد کی وقعت ہمارے نزدیک پر کاہ کے برابر بھی نہیں اور خاص طور پر بھٹو کی ۱۹۷۴ء والی پارلیمنٹ کے کیا کہنے جسے ان ملاؤں کے گرو گھنٹال "امیرالمومنین" مرد مومن، مرد حق ضیاء الحق نے اپنے وہائیٹ پیپر میں "چوروں اچکوں، شرابیوں اور رسہ گیروں کا ٹولہ" کہا تھا اور ظالم نے مفتی محمود اور ظفر انصاری جیسوں کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا تھا۔ وہی اسمبلی جس کے ممبروں کو خریدنے کے لئے بقول بیگم نصرت بھٹو ہوٹلوں میں ٹھہرا کر بدکاری کے لئے عورتیں پیش کی جاتی ہیں۔ قاضی حسین احمد کے نزدیک اس اسمبلی میں وہ سیاست دان آتے ہیں جن کا کوئی ضمیر نہیں ہوتا اور جنہیں چند ٹکوں کے عوض خریدا جاسکتا ہے اور طاہر القادری کے کہنے کے مطابق اگر قوم پر عذاب آیا تو ان "منتخب نمائندوں" کی فاسقانہ کرتوتوں کی وجہ سے آئے گا۔ (حوالے ہمارے گزشتہ شذرات میں آچکے ہیں)۔

لیکن یہاں ہمیں اس اسمبلی کی ماہیت اور اس کے بنائے ہوئے قوانین کی اصابت یا اصالت کا احاطہ مقصود نہیں بلکہ اس تذکرے کے پیچھے زاہد الراشدی کی بدنیتی اور منافقت کا بھانڈا پھوڑنا ہے۔ ہم اس سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں (اور اس کے جواب کے لئے الفضل کا یہ شمارہ اسے بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک بھجوا رہے ہیں) کہ دینی معاملات میں وہ اس "منتخب پارلیمنٹ" کے فیصلے کو زیادہ اہمیت دیتا ہے یا اپنے مذہبی آئمہ، محدثین کرام یا علمائے سابق کی متفق علیہ آراء کو۔ ہم جس مسئلے میں اس سے استفسار کرنا چاہتے ہیں اس پر فی الوقت سنی علم کلام کے امام رازیؒ، غزالیؒ اور ابن تیمیہؒ سے صرف نظر کرتے ہیں۔ اس طرح فقہ اور حدیث کے مسالک کے بانی آئمہ حضرات مالک، ابو حنیفہ، احمد بن حنبل، اور شافعی رحمتہ اللہ علیہم کے فتاویٰ بھی پیش نہیں کرتے اور چونکہ ہمارے مسئول کو تصوف سے کوئی مس نہیں اس لئے اس میدان کے شہسوار شیخ الاکبر محی الدین ابن عربیؒ اور شیخ الشیوخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی استفادہ نہیں کرتے بلکہ ہندوستان میں احیاء اسلام کے علمبردار اور فیج اعوج میں روشنی کے مینار چار والا قدر بزرگوں کے ارشادات پیش کر کے الراشدی ٹولے سے پوچھتے ہیں کہ وہ (پاکستانی پارلیمنٹ کے بالمقابل) ان آئمہ کو حکم اور حجت سمجھتا ہے یا نہیں۔ یاد رہے کہ ان چار میں سے دو مسلمہ طور پر اپنی اپنی صدی کے مجدد تھے۔ یہ بزرگ ہیں:

حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی (وفات ۱۶۲۴ء)، حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانی، جانشین حضرت مجدد (غالباً ۱۶۴۰ء)، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (وفات ۱۷۶۲ء)، شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (وفات ۱۸۸۳ء)

اور مسئلہ ہے شیعوں (روافض) کا کفر و اسلام۔ زاہد الراشدی کی یادداشت تازہ کرنے اور اپنے قارئین کے افادہ کے لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی نے رسالہ "رد روافض" فارسی میں لکھا جس میں فیصلہ دیا کہ شیعہ کافر ہیں اور واجب القتل۔

حضرت مجدد کے فرزند قیوم ثانی خواجہ محمد معصوم صاحبؒ نے اپنے مکتوبات اور حضرت مجدد کے مکتوبات امام ربانی میں بھی اسی نظریہ کی تکرار کی ہے کہ اثناء عشری روافض دائرہ اسلام سے خارج اور صحابہ کرامؓ کی تنقیص کے باعث واجب القتل ہیں۔ انہوں نے اورنگ زیب کے نام ایک خط میں اسے شیعوں کو تلف کرنے کی ترغیب دلائی تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حضرت مجدد کے رسالہ "رد روافض" کا ترجمہ عربی میں کیا تھا اور خود تکفیر روافض کے موضوع پر قرۃ العین فی تفضیل الشیخین اور ازالۃ الخفا نامی کتب تصنیف فرمائیں اور شاہ عبدالعزیز صاحب شیعوں کے کفر کے دلائل پر حرف آخر "تحفہ اثنا عشریہ" کے مصنف تھے۔

اس پس منظر میں اب آج کے شیعوں کے عقاید اور عمل ملاحظہ فرمائیں۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ کی خلافت بلا فصل پر ایمان رکھتے ہیں یعنی پہلے تین خلفائے راشدینؓ کو غاصب اور ظالم قرار دیتے ہیں۔ ان تین خلفائے برحق، سیدات امہات المومنین، عشرہ مبشرہ اور صحابہ کرام کی کثیر تعداد کو گمراہ اور ظالم جان کر ان پر تبرا کرنا (گالیاں دینا اور لعنتیں ڈالنا) اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ حضرات خلیفہ اول سیدنا ابوبکر، خلیفہ ثانی سیدنا عمر اور خلیفہ ثالث سیدنا عثمان، جملہ سادات بنو امیہ، صحابہ کرام بالخصوص سیدنا عبدالرحمان بن عوف، سیدنا ابوہریرہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ کے اسماء گرامی کے اوپر اپنی کتابوں میں "لعہ" یعنی لعنت کی علامت بالالتزام درج کرتے ہیں۔ ان کی اذان، ان کی نماز، ان کا کلمہ، ان کا قرآن (چالیس پاروں کا جو ان کے امام غائب مہدی مستور کے قبضہ میں ہے) ان کے درود و سلام، ان کے مقدس مقامات اور زیارات غرضیکہ سبھی عبادات و شعائر مسلمانوں کے تمام فرقوں سے الگ ہیں۔

اس سب کے باوجود زاہد الراشدی کی دانست میں یہ تو مسلمان اور اس کے کھینچے ہوئے دائرہ اسلام کے اندر ہیں اور احمدی جو دن رات "النبی" صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب و آل نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں وہ "منتخب پارلیمنٹ" کے ریزولیوشن کی وجہ سے کافر اور لائق مذمت۔ اس اپیل کنندہ کو اعتراف ہے کہ جملہ احمدی، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن (انہی کے سعودی عرب، مصر یا تاج کمپنی کے مطبوعہ قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسے ممتاز حنفی فقیہہ علامہ شامی کا یہ قول کیوں یاد نہیں آتا:۔

"ایک مسلمان کے کسی قول اور عقیدے کی سو تاویلیں ممکن ہوں جن میں سے ننانوے

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

خطبہ جمعہ

مالی قربانی کا جماعت کو جو اعزاز بخشا گیا ہے اس کی کوئی نظیر تمام عالم میں کہیں دکھائی نہیں دیتی

تمام دنیا میں جماعتی ایمان جو ترقی کر رہا ہے اسی کا فیض ہے کہ مال ترقی کر رہے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۱ اگست ۱۹۹۵ء مطابق ۱۱ ظہور ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(سورہ البقرہ: ۲۷۳ تا ۲۷۵)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا تعلق مالی قربانی سے ہے اور ان کا انتخاب آج اس لئے کیا ہے کہ بالعموم پہلے یہ دستور ہوا کرتا تھا کہ سال کے آخر پر یعنی مالی سال کے آخر پر اور نئے سال کے آغاز پر، کبھی سال کے آخر والے خطبے کو مالی قربانی کے مضمون کے لئے وقف کیا جاتا تھا، کبھی آئندہ سال کے پہلے خطبے کو۔ پھر چونکہ جلسہ سالانہ بھی انہی ایام میں، بعض دفعہ اسی مہینے میں آتا ہے اس لئے تجویز ہوا کہ جلسہ سالانہ پر جب جماعت کی عالمی خدمات اور ترقیات کا ذکر ہوتا ہے مالی پہلو کو بھی اسی میں شامل کر دیا جائے۔ لیکن امسال میں نے دیکھا کہ خدا کے فضل سے اتنی زیادہ ترقیات کے پہلو جماعت کے سامنے لانے پڑتے ہیں یعنی لائے جاسکتے ہیں اور لانے چاہئیں کہ مالی قربانی کے ذکر کے لئے وہاں کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے ایسے پہلو تھے جو رہ گئے۔ تو آئندہ سے انشاء اللہ پھر پرانے طریق ہی کو بحال کیا جائے گا اور ہر سال کے جوڑ پر یا اگلے مالی سال کے شروع خطبے میں یا اسی سال کے آخر پر انشاء اللہ مالی قربانی کے پہلو کی طرف توجہ دلائی جائے گی۔

جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں چونکہ یہ مالی قربانی کے مختلف پہلوؤں پر حیرت انگیز طریق پر تفصیلی روشنی ڈال رہی ہیں اس لئے ان کا ذکر کچھ لمبا چلے گا اور اس کے علاوہ بھی کچھ آیات ہیں جو ممد کے طور پر بعض مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کے لئے میں نے انتخاب کی ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ پہلے میں بعض اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھ دوں ورنہ پھر ان کے لئے کوئی وقت نہیں بچے گا اور آیات کا مضمون تو پھر اگلے خطبے پر بھی منتقل کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے اس ترتیب کو بدلتے ہوئے جو پہلے دستور کی تھی کہ پہلے آیات کی تشریح کی جاتی تھی بعد میں کوائف پیش کئے جاتے تھے، آج میں کوائف سے بات شروع کرتا ہوں۔

دو سال پہلے ۹۳-۱۹۹۲ء کے اختتام پر میں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ہم جلد از جلد کروڑوں سے اربوں میں داخل ہو جائیں اور یہ خواہش ہے جو بہت پہلے سے چلی آرہی ہے۔ اور اس کی وجہ خلافت کے منصب سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس سے پہلے کا ایک استنباط تھا جس سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے جب غور کیا جماعت کے ابتلاؤں پر اور ہر ابتلاء کے بعد خدا کے فضلوں کے نزول پر تو قطعی طور پر یہ بات مجھ پر روشن ہوئی کہ ایک ابتلاء کے بعد دوسرے ابتلاء تک اگر پہلے ہزاروں کی قربانی ہوتی تھی تو لاکھوں میں بدل چکی تھی۔ پھر اس اگلے ابتلاء کے وقت اگر لاکھوں کی تھی تو پھر کروڑوں میں تبدیل ہو گئی تھی۔ پس اس دور میں اب ہمیں اربوں کا انتظار کرنا چاہئے اور بڑی تیزی سے جماعت اربوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور ۹۳-۹۲ء میں ذکر میں نے اس لئے کیا تھا کہ ۹۳-۹۲ء میں پہلی دفعہ پچاس کروڑ یعنی نصف ارب تک خدا کے فضل سے چندے کی مقدار پہنچ گئی تھی۔ تو جس رفتار سے بڑھ رہا تھا میں نے کہا اب دو چار قدم کی بات ہے ساری جماعت اگر کوشش کرے اور ذمہ داری ادا کرے اپنی بھی اور دوسروں کی بھی، یعنی ذمہ داری ادا کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو ابھی مالی قربانی کی اہمیت کی سمجھ نہیں آئی اور بہت سے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے نئے وسائل عطا کئے جاتے ہیں، جن کا رزق پہلے الگ نہیں تھا، ماں باپ پر ہی انحصار تھا لیکن ان کو رزق کے نئے وسائل عطا کئے گئے اور بسا اوقات ماں باپ کی یا عزیزوں کی اس طرف نظر ہی نہیں ہوتی، وہ سمجھتے ہیں کہ اس بچے کی ابھی تازہ تازہ کمائی ہے اس پر کیا مالی بوجھ ڈالنے ہیں۔ اگر ان سب امور پر نظر رکھیں اور یہ بھی خیال کریں کہ اللہ کے فضل کے ساتھ بہت سے ابھی ایسے نومبایعین ہیں جن میں استطاعت ہے مگر ان کو ابھی توجہ نہیں دلائی گئی، بہت سے ایسے مبایعین ہیں جو لکھو کھہا ہیں، جن میں کچھ دینے کی ضرور استطاعت ہے اور قطرہ قطرہ بھی دیں تو ایک مالی قربانیوں کا دریا بن سکتا ہے۔ تو یہ تمام ایسے خلاء ہیں جن پر اگر جماعت توجہ دے تو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آئندہ ایک دو سال کے اندر یہ اربوں کے دائرے میں داخل ہونا بالکل ناممکن نہیں ہے۔

اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ امسال اللہ کے فضل سے جماعت نے ۷۷ کروڑ ۵۸ لاکھ ۲۸ ہزار روپے کی قربانی پیش کی ہے۔ روپے میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کسی ایک کرنسی میں ہمیں بہرحال ذکر کرنا ہے۔ یعنی یہ تو نہیں ہو سکتا کہ دنیا بھر کی کرنسیوں میں بیان کروں اور پھر آپ موازنہ بھی کر سکیں۔ کچھ سمجھ نہیں آئے گی آپ کو کہ کیا ہو رہا ہے۔ بعض کرنسیز (Cruncies) کی اتنی قیمت گری ہوئی ہے کہ وہاں پہلے ہی اربوں سے تجاوز ہو چکا ہے مثلاً انڈونیشیا میں جماعت کا کئی ارب روپے ہے چندے کا، تو آپ کہیں کہ الحمد للہ ارب تک پہنچ گئے۔ لیکن ہم جب بات کرتے ہیں تو پاکستان کی تاریخ اور ہندوستان کی تاریخ کے حوالے سے کرتے ہیں۔ اس تاریخ کے حوالے سے ہم بات کرتے ہیں جہاں آنوں سے بات شروع ہوئی تھی، پیسوں سے بات شروع ہوئی تھی۔ اس تاریخ کے حوالے سے بات کرتے ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو دو آنے، چار چار آنے کا شکریہ ادا کیا ہے، کتابوں میں ذکر کیا ہے، اللہ تمہیں جزاء دے تم نے یہ قربانی دی۔ پس اس حوالے سے جب بات کرتے ہیں تو اسی کرنسی کے اعداد و شمار پیش کرنے پڑیں گے تاکہ آغاز ہی سے ہم موازنہ کر سکیں۔ اب تو اللہ کے فضل سے بہت بات آگے بڑھ چکی ہے۔ حیرت انگیز طور پر جماعت کو اللہ تعالیٰ نے قلبی فراخی عطا فرمائی ہے اور پھر مالی فراخی بھی اس کے نتیجے میں بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ۷۷,۵۸,۲۸,۰۰۰ تک اب گزشتہ دو سال میں آپ پہنچ گئے ہیں۔ یعنی دو قدم اٹھائے ہیں ابھی، تو اب ایک ارب تک پہنچنے میں دو تین قدم ہی باقی ہیں اور اگر کوئی چھلانگ لگا دے تو پھر اور بات ہے، اچھی بات ہے، وہ بھی ہو سکتا ہے۔

اب میں مختصر آپ کو بتاتا ہوں کہ جماعتوں کے لحاظ سے کیا انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ کیا ترتیب یا اولیت کے لحاظ سے ترتیب کس حد تک بدل رہی ہے۔ ایک دو سال پہلے کی بات ہے، یہ غالباً گزشتہ سال کی بات ہی ہے کہ میں نے جماعت پاکستان کو کہا تھا کہ آج پہلی دفعہ میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ جرمنی کی جماعت اب دنیا کی سب جماعتوں سے مالی قربانی میں آگے بڑھ گئی ہے۔ اور آپ کو میں متنبہ کر رہا ہوں کہ ذاتی طور پر میرا دل یہی چاہتا ہے کہ پاکستان اس اعزاز کو ہمیشہ برقرار رکھے۔ اگرچہ بہت ہی نامساعد حالات میں، مخالفانہ حالات میں جماعت خدا کے فضل سے قربانی کر کے، کبھی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ پچھلے سال سے پیچھے ہٹ گئی ہو بلکہ ہمیشہ توقعات سے آگے بڑھتی ہے۔ مگر جرمنی کی جماعت کا خمیر بھی دراصل ہندو پاکستان کی مٹی سے اٹھا ہوا ہے اور وہ لوگ نئی جگہ آکر جس طرح بعض دفعہ ایک درخت کی پنیری کو تبدیل کر کے دوسری جگہ پہنچایا جائے تو زیادہ تیزی سے نشوونما دکھاتا ہے۔ پاکستان کی اس مٹی میں جس میں یہ

لوگ کھاری زمین کے پودے دکھائی دیا کرتے تھے اور بھاری تعداد ایسی ہی تھی جیسے کلر شور کی اگنے والی بوٹیاں، خشک پھل، خاص پھل نہیں دیتیں۔ ایسے مہاجرین کی تعداد ہے جن کا وہاں جماعتی قربانیوں میں عملاً کچھ بھی حصہ نہیں تھا اور یہ بھاری تعداد میں ہیں اور بعض دفعہ دینی خدمات میں بھی بہت پیچھے تھے۔ مگر جب خدا کی تقدیر نے ہجرت کے مضمون کے ساتھ تعلق باندھ دیا، ہجرت کا مضمون یہ ہے کہ جب خدا کے نام پر تم ایک جگہ سے ہجرت کر کے دوسری جگہ جاؤ گے تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ فراخی عطا کریں گے، ہر پہلو سے تمہیں برکت دیں گے۔ تو یہ کوئی ان کی خوبیاں نہیں ہیں، جس قسم کے بوٹے وہاں تھے وہ ہم نے دیکھے ہوئے ہیں، کلر شور کے اندر جو بوٹیاں اگتی ہیں بہت سے ان میں ایسے تھے، بھاری تعداد، جو ویسے ہی تھے۔ نہ تہذیب، نہ تمدن، نہ نظام جماعت کا احترام، نہ خدمت کا سلیقہ، مالی قربانی بھی تھی تو نام کی تھی۔ کچھ ایسے بھی خاندان تھے جو خدا کے فضل سے اچھے تھے ان کو میں مستثنیٰ کر رہا ہوں لیکن یہاں آ کے کایا پلٹ گئی۔ ایسی کایا پلٹی کہ اپنے پہلوں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ تعداد میں ان سے بہت کم لیکن ملکی اقتصادی حالات سے استفادہ کرتے ہوئے تھوڑی تعداد زیادہ کمانے لگی مگر ایسا کمانے لگی کہ دل بھی ساتھ بڑھے اور دل چھوٹے نہیں ہوئے۔

> **یہ نیت رکھیں کہ اللہ نے جتنا ہم سے تقاضا کیا ہے اس تقاضے کو نچلی حد تک پورا نہ کریں بلکہ اس حد میں داخل ہو جائیں جو نوافل کی حد ہوتی ہے۔ جس کے بعد صرف فرض پورا نہیں ہوتا بلکہ رضاجوئی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے**

پس اس پہلو سے جرمنی کی جماعت کو جو اعزاز اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اس کا ذکر ضروری ہے تاکہ اہل پاکستان کو پھر اور بھی جوش آئے۔ ابھی کھانے پر صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، ناظر اعلیٰ سے بات ہو رہی تھی تو انہوں نے بے چینی کا اظہار کیا، پہلے بھی کیا تھا اور کہا کہ پھر آپ کیا دعا دیں، ان کو تو نہیں صرف دعا میں یاد رکھیں گے۔ میں نے کہا نہیں میں آپ کو بھی دعا میں یاد رکھوں گا مگر مقابلہ تو میں نے کرانا ہی کرانا ہے۔ آپ کو بھی کہوں گا آگے بڑھو اور اس وقت وہ آپ کو اتنا پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ بظاہر اب آپ کا آگے جانا مشکل نظر آ رہا ہے۔ اس سے زیادہ میں موازنے کی تفصیل بیان نہیں کر سکتا۔ اور میں توقع رکھتا ہوں کہ جماعت پاکستان ان پہلوؤں سے جائزہ لے گی جو میں نے بیان کئے ہیں کہ بہت سے ایسے نومبایعین ہیں جن کو استطاعت ہے، وہ چندے میں شامل ہوئے ہیں یا نہیں۔ بہت سے ایسے مخلصین ہیں جو دستور کے مطابق چندہ دے رہے ہیں لیکن کبھی جائزہ نہیں لیا کہ جتنی خدا نے ان کو مالی فراخی عطا کی ہے اس کے مطابق چندہ بھی بڑھا ہے کہ نہیں۔ بہت سے نئے روزگار پانے والے ہیں۔ بہت سی جماعتوں میں نادہند بھی چلے آ رہے ہیں اور دیہات میں اکثر ایسا دکھائی دیتا ہے۔ پھر بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے شرح سے کم دینے کے بہانے جوڑ رکھے ہیں اور اپنے خیال میں وہ سمجھتے ہیں ٹھیک ہے۔ تاجر ہیں، وہ کہتے ہیں اگر ہم نے اس تجارت پر چندہ دیا تو انکم ٹیکس ہم اور حساب سے دے رہے ہیں چندہ اور حساب سے دیا تو پکڑے جائیں گے۔ پھر وہ سوچتے ہیں کہ ہم نے جو عذر تراش رکھے ہیں انکم ٹیکس میں اس میں تو قانون ہمیں کچھ سہولتیں دیتا ہے اور جماعت کے سامنے جب رکھیں گے تو پھر وہ سہولتیں تو اس طرح نہیں مل سکتیں۔ اس لئے کھل کر بات کرنی پڑے گی اس لئے سچی بات کرنی ہے اگر، تو ایسی سچی بات کیوں نہ کریں جس میں کم سے کم نقصان ہو ہمارا۔ یعنی مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ ایسی سچی بات کیوں نہ کریں جس میں کم سے کم فائدہ ہو۔ چنانچہ سچی بات یہ کرتے ہیں کہ اپنے گزارے کے لئے، اپنی تجارتوں میں سے جو روپیہ نکالتے ہیں کہتے ہیں یہ ہے ہماری آمد۔ اور جو اللہ تعالیٰ وسیع منافع عطا فرماتا ہے جو بعض دفعہ لاکھوں کروڑوں تک پہنچ جاتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ بزنس ہے، یہ بزنس میں واپس جا رہا ہے۔ تو جھوٹ بھی نہیں بولا اور نقصان بھی کرا لیا اپنا۔ یعنی ایسی سچی بات کہی جس سے اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی برکتوں سے محروم رہ گئے۔ بعض ایسے مخلصین ہیں ان کے لئے بھی دقتیں ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ قانونی طور پر انکم ٹیکس کے مسائل کو حل کرنے میں ایسی سہولتیں موجود ہیں کہ ہر انسان کامل انصاف پر رہتے ہوئے انکم ٹیکس کے فارم بھر سکتا ہے۔ ملکی سوچ اگر ٹیڑھی ہو چکی ہو اور توقع یہ ہو کہ جرائم کر رہے ہیں سارے، ہر ایک چوری کر رہا ہے تو پھر انکم ٹیکس والے جب آپ حامی بھرتے ہیں تو اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں اور اس کے خلاف اپیل بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ دستور ہی یہی ہے۔ تو احمدیوں کے لئے بڑے مصائب ہیں۔ کس طرح وہ حل کرتے ہیں میں اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ نہ میں ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ معین کوائف بیان کر کے مجھ سے پوچھیں کیونکہ یہ بھی اسی دائرے سے تعلق رکھنے والی بات ہے "لا تسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسوء کم" ایسی باتوں کے متعلق معین سوال نہ کیا کرو کہ اگر تمہیں جواب دئے جائیں تو پھر تمہیں تکلیف ہو، تمہارے لئے تکلیف کا موجب بن جائیں۔ تو بددیانتی کی اجازت تو اسلام دیتا نہیں مگر حکمت کے ساتھ اپنی بقاء کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ پس ان کے درمیان تقویٰ سے کوئی ایسی راہ تراشیں جس سے آپ کا قدم حرام کی طرف نہ بڑھنے لگے بلکہ حلال ہی کی طرف مائل رہے۔ پھر اس کے بعد احتیاط کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اگر آپ جماعت کو چندہ دینا چاہیں تو اس کے سو (۱۰۰) رستے نکل سکتے ہیں۔ بعض وہاں ہمارے مخلصین ہیں جو انکم ٹیکس کا حساب وہاں دیتے ہیں، چندے کا حساب یہاں آ کے دیتے ہیں اور ان کو اس کا کوئی خطرہ نہیں۔ مجھے بتا دیتے ہیں کہ یہ میری مشکل تھی تو آج یہ پچاس لاکھ ہے، آج یہ فلاں اتنا روپیہ ہے، ایک کروڑ روپیہ تک بھی دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں یہ آپ لے لیں۔ یہاں سے پاکستان بھجوائیں، یہاں رکھیں، جماعت کا روپیہ ہے جہاں چاہیں خرچ کریں۔ لیکن ہماری ضمیر اب ہمیں کچوکے نہیں لگائے گی، ہم نے خدا کا حق جیسا کہ اس نے چاہا تھا پورا کر دیا۔ تو اگر نیت پاک ہو اور نیک ہو تو انسان دینے کے خود ہی رستے تلاش کر لیا کرتا ہے۔

پس اس پہلو سے میں پاکستان کی جماعت سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ وہ یہ نیت رکھیں کہ اللہ نے جتنا ہم سے تقاضا کیا ہے اس تقاضے کو نچلی حد تک پورا نہ کریں بلکہ اس حد میں داخل ہو جائیں جو نوافل کی حد ہوتی ہے جس کے بعد صرف فرض پورا نہیں ہوتا بلکہ رضاجوئی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ کم سے کم جب آپ پورا کرتے ہیں تو یہ ایک فرض ہے۔ یہ یقین ہو جاتا ہے کہ آپ مجرم نہیں خدا کے حضور، اللہ نے آپ کو جو دیا جتنا کم سے کم چاہا آپ نے واپس کر دیا۔ بعد میں اس کی مرضی ہے جیسی چاہے جزا دے۔ لیکن اگر آپ اس سے بڑھ کر دیں تو پھر یہ محبت کے سلسلے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو رضا اترتی ہے۔ وہ ایک غیر معمولی برکتیں لے کر آتی ہے، مال میں بھی برکت ڈالتی ہے، صحتوں میں بھی برکت ڈالتی ہے، خوشیوں میں برکت ڈالتی ہے، سارا انسانی نظام ہی صحت مند ہو جاتا ہے۔ پس اس پہلو سے خدا سے وہ تعلق باندھیں جس میں آپ کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو اور اس نصیحت پر اگر آپ پاکستان میں آج بھی عمل شروع کر دیں اور اس نصیحت پر اگر جرمنی پورا عمل نہ کرے تو مجھے یقین ہے کہ آپ اگلے سال ان سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ مگر یہ جو دوسری شرط ہے یہ میں پوری نہیں کروانا چاہتا کہ اس نصیحت پر جرمنی عمل نہ کرے، وہ کیوں نہ کرے۔ اس لئے برابر کی دوڑ ہے اللہ فضل کرے۔ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہئے بہرحال کہ جو اعزاز ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا وہ اعزاز ہمیشہ قائم رہے اور کیسے بھی حالات بدلیں ساری دنیا میں، وہ جماعتیں جن کا سرزمین ہندوستان سے تعلق ہے مالی قربانی میں کسی دوسرے سے پیچھے نہ رہیں۔

اب جو میں فہرست بتا رہا ہوں تفصیل نہیں میں بیان کر سکتا لیکن اول جرمنی ہے اور دوسرے نمبر پر پاکستان، تیسرے نمبر پر امریکہ۔ امریکہ خدا کے فضل سے بہت پیچھے سے آیا ہے اور بہت تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ برطانیہ چوتھے نمبر پر ہے اور کینیڈا پانچویں نمبر پر لیکن بہت پیچھے رہ گیا ہے امریکہ سے۔ انڈونیشیا چھٹے نمبر پر۔ انڈونیشیا نے بہت ترقی کی ہے ان کے اربوں روپوں کو اگر ہم پاؤنڈوں میں بھی تبدیل کر دیں تب بھی خدا کے فضل سے ان کی چھٹی پوزیشن ہے اللہ کے فضل سے برقرار رہتی ہے اور پہلے کہیں بہت پیچھے شمار ہوا کرتا تھا اب بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ ہندوستان نے بہت ترقی کی ہے پچھلے دور میں، ایک دو چار سال کے اندر اور ساتویں پوزیشن پر آ گیا ہے۔ ماریشس تعداد میں تھوڑا ہونے کے باوجود مالی قربانی میں بہت آگے ہے اور جاپان فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے آج بھی دنیا میں سب سے آگے ہے۔ کیونکہ یہ اس کا نواں نمبر ہے حالانکہ ماریشس، انڈیا، انڈونیشیا کے مقابل پر ان کی تعداد کچھ بھی نہیں، بہت ہی معدودے چند لوگ ہیں۔ ناروے اللہ کے فضل سے بہت ترقی کر رہا ہے ہر پہلو سے، مالی قربانی میں بھی اس دفعہ اس کا نمبر دسویں نمبر پر ہے۔ اور سویٹزرلینڈ اگرچہ تحریک جدید کے چندے میں سب دنیا میں آگے ہے فی کس کے لحاظ سے، لیکن اس قربانی میں ناروے سے بھی پیچھے ہے، جاپان سے بھی۔ اور جاپان سے پیچھے رہنے کی کوئی حکمت سمجھ نہیں آ رہی کیونکہ تعداد میں جاپان سے بہت زیادہ ہیں اور وہ جو آمدن کے وہاں ذرائع ہیں وہ جاپان سے کم نہیں ہیں۔

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائنوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

اب نسبتی پہلوؤں سے بات کرتے ہیں تو گزشتہ تین سالوں میں نمایاں ترقی کرنے والی جو جماعتیں ہیں ان میں بلجیم خدا کے فضل سے قابل ذکر ہے۔ چھوٹی سی جماعت تھی جس نے دیکھتے دیکھتے تبلیغ کے ذریعے بھی نشوونما پائی اور چندوں کے ذریعے بھی بہت پہلے سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اگر تدریجی ترقی تین سالوں میں دیکھی جائے تو اس وقت سب سے زیادہ بلجیم سب سے اوّل نمبر ہے۔ فرانس کا دوسرا نمبر ہے۔ سنگاپور تیسرا نمبر۔ نئے آنے والے ممالک میں تھائی لینڈ ماشاء اللہ آگے آگیا ہے۔ پھر گوئٹے مالا نے بھی مالی پہلوؤں سے ترقی کی ہے۔ نئی جماعت ہے بالکل لیکن خدا کے فضل سے وہاں کے مربی بڑی متوازن تربیت کر رہے ہیں اور مجھے توقع نہیں تھی گوئٹے مالا پانچویں نمبر پر پہنچ جائے گا مگر پہنچ گیا ہے۔ سیرالیون کا چھٹا نمبر ہے اور یہ اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ بہت ہی مالی حالت خراب ہے اس ملک کی۔ یعنی فاقہ کشی ہے اکثر جگہوں میں اور بسا اوقات عالمی مد سے زکوٰۃ بھیج کر بعض غریبوں کو روٹی کھلانی پڑتی ہے۔ پھر بھی جو کچھ بھی ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے چھٹے نمبر پر سیرالیون کا آنا ایک بہت ہی قابل قدر بات ہے اور دعاؤں کا محتاج ہے۔ سورینام ساتویں نمبر پر ہے۔ باقی تفاصیل پڑھنے کا وقت نہیں ہے، میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔

> **جس رنگ میں جماعت مالی قربانی پیش کر رہی ہے اور کرتی چلی جا رہی ہے اور جس رنگ میں ہمیشہ قدم آگے بڑھا رہی ہے اور جس دیانت داری سے اس نظام کی حفاظت کر رہی ہے یہ تمام پہلو ایسے ہیں جو تمام دنیا کے لئے چیلنج ہیں**

مختصراً صرف اتنا ہی کہوں گا کہ مالی قربانی کا جماعت کو جو اعزاز بخشا گیا ہے اس کی کوئی نظیر تمام عالم میں کہیں دکھائی نہیں دیتی۔ کوئی مثال ہے ہی نہیں۔ جس رنگ میں جماعت مالی قربانی پیش کر رہی ہے اور کرتی چلی جارہی ہے۔ اور جس رنگ میں ہمیشہ قدم آگے بڑھا رہی ہے اور جس دیانتداری سے اس نظام کی حفاظت کر رہی ہے، یہ تمام پہلو ایسے ہیں جو تمام دنیا کے لئے چیلنج ہیں۔ بعض بڑے بڑے ممالک کی بڑی شخصیتوں سے بھی اس موضوع پر کئی دفعہ بات ہوئی ہے جب وہ تعجب سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو اتنے پیسے کہاں سے مل گئے۔ جب ان کو بتایا جاتا ہے کہ نظام کیا ہے تو ششدر رہ جاتے ہیں۔ کہتے ہیں ناممکن ہے کہ دنیا کی کسی ترقی یافتہ قوم میں بھی اس دیانت داری کے ساتھ، اس اخلاص کے ساتھ، اس نظم و ضبط کے ساتھ مالی قربانی کی حفاظت کی جائے اور اسے آگے بڑھایا جائے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی جماعت کو نصیب نہ ہوا ہے، نہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہے اور تمام مالی قربانیوں کے تقاضوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ باندھا ہے، ایمان کو پہلے رکھا ہے اور مالی قربانی کو بعد میں۔

پس حقیقت میں مالی قربانی ایمان ہی سے پیدا ہوتی ہے اور اس میں ان لوگوں کا بھی جواب ہے جو سمجھتے ہیں کہ مالی قربانی پر بے وجہ زور دیا جارہا ہے۔ مالی قربانی تو در حقیقت ایمان کا پیمانہ ہے اور تمام دنیا میں جماعتی ایمان جو ترقی کر رہا ہے اسی کا فیض ہے کہ مال ترقی کر رہے ہیں۔ ورنہ ایمان ترقی نہ کرے تو کوئی سر پھرا ہے جو اپنی جیب سے پیسے نکال کر خواہ مخواہ کسی غرض کے لئے پیش کر دے۔ لوگ تو دوسروں کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہیں کہ کسی طرح ان کے پیسے نکل کر ہماری جیبوں میں آئیں۔ یہ جماعت ہے جو اپنی جیبوں سے پیسے نکال کر دوسروں کی جیبیں بھر رہی ہے یعنی خدا کے ان کارندوں کے سپرد کرتی ہے جو ان سے مانگنے کے لئے آتے ہیں۔ پس یہ ایک بے مثل اعزاز ہے۔ اللہ اس اعزاز کو ہمیشہ قائم رکھے۔ یہ تبھی قائم رہے گا اگر ہم اپنے ایمان کی حفاظت کریں اور خدا ہمارے ایمان کو پہلے سے ہمیشہ آگے بڑھاتا رہے۔

اب میں ان آیات کی کچھ تفسیر کرتا ہوں جو میں نے پڑھی تھیں لیکن اس سے پہلے ایک اعلان بھول گیا تھا۔ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا اس وقت تیرھواں جلسہ سالانہ شروع ہے جو تین دن جاری رہ کر تیرہ اگست کو اختتام پذیر ہوگا۔ یہ براہ راست اس وقت میرا خطبہ سن رہے ہیں۔ اس لئے ہمارے عالمگیر اجتماع میں آپ شامل ہیں اور ہماری دعاؤں میں بھی شامل رہیں گے انشاء اللہ۔ اللہ آپ کو بہت برکت دے اور بہت بڑھائے۔ تبلیغ کے لحاظ سے کافی ذرا کمزوری ہے اس جماعت میں۔ اللہ رحم کرے۔ دوسرا U.S.A. کی خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے جو آج گیارہ اگست سے شروع ہو رہا ہے۔ یہ بھی تین دن جاری رہے گا اور تیرہ اگست کو بروز اتوار اختتام پذیر ہوگا غالباً جمعہ کی Relay بھی براہ راست ہوتی ہے وہاں، لیکن سارے صبح سن نہیں سکتے اتنی جلدی۔ اس لئے پھر دوبارہ اس وقت بھی دکھائی جاتی ہے جب ہماری U.S.A. اور کینیڈا کی ٹیلی ویژن شروع ہوتی ہے یعنی تین گھنٹے کے لئے شام کو، اس وقت یہ خطبہ پھر سنایا جائے گا۔ تو کچھ لوگ تو ابھی سن رہے ہونگے کچھ انشاء اللہ وقت شامل ہو جائیں گے۔

وہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی تھی، پہلی آیت ہے "لیس علیک ھداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء"۔ "علیک" سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی نام محمدؐ لیا تو نہیں گیا مگر ظاہر فرما دیا گیا کہ تو اے محمدؐ ان کو ہدایت نہیں دے سکتا۔ "ولکن اللہ یھدی من یشاء" لیکن اللہ ہی ہے جو جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ پس ہم جو دنیا کو ہدایت دینے کے لئے نکلے ہیں یاد رکھیں کہ جب تک اللہ کا فضل ساتھ نہ ہو، اللہ کی تقدیر ہمارے ساتھ نہ چلے کہ ہم نے ہدایت دینی ہے اس وقت تک ہم کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیٰ آلہ وسلم کی ہدایت کی صلاحیتیں اللہ کے اذن کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اور چونکہ آپؐ کا ارادہ اللہ کے ارادے میں مدغم ہو گیا تھا اس لئے بظاہر آپ ہدایت دے رہے تھے مگر اللہ ہی ہدایت دے رہا تھا۔ اس مضمون کو کھولا گیا ہے کہ لوگ کہیں ایک شرک خفی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تمام تر عظمتیں اللہ کی ذات کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں تھیں اور اسی میں رہیں گی۔ اور چونکہ آپؐ نے کلیۃً اپنے وجود کو خدا کے تابع فرما لیا یہاں تک کہ آپؐ کی آواز خدا کی آواز کہلائی اس لئے آپ ہدایت دیتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ مگر دراصل یہ امر یقینی ہے کہ کسی کو کسی کے دل پر کوئی اختیار نہیں۔ اگر یہ اختیار ہوتا تو ابو جہل کو کیوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت نہ دی۔ وہ دو جن کی تمنا تھی کہ وہ ہدایت پا جائیں ان میں ابو جہل بھی تو تھا۔ تو یہ بتا رہا ہے کہ کسی پاک رسول کی پاک توجہ ہی کافی نہیں جب تک خدا تعالیٰ کا فیصلہ شامل نہ ہو جائے۔ اور اس بیان میں نعوذ باللہ من ذالک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخفیف ہر گز مراد نہیں بلکہ ہمارے لئے گہرا سبق ہے۔ وہ سبق یہ ہے کہ اگر ہدایت میں بندوں کے سپرد کر دیتا کہ اپنی مرضی سے دیں تو بعض ایسے جھوٹے بھی ہدایت پا جاتے جو اس لائق ہی نہیں ہیں کہ وہ ہدایت پائیں۔ وہ بد بخت لوگ جن کے متعلق خدا یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ یہ ضرور سزا پائیں گے۔ اگر بندوں کی خواہش ہوتی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ابو جہل کو بھی ہدایت دینا چاہتے تھے۔ پھر تو ہر شخص ہی ہدایت پا جاتا اور اندرونے کا ہمیں کچھ علم نہیں، انسان اس لحاظ سے بالکل محدود دائرہ علم رکھتا ہے۔ وہ جو دیکھ رہا ہے اس کا بھی پورا علم نہیں رکھتا، جو نہیں دیکھ رہا اس کا اس کو کیا پتہ۔ تو ہدایت پانے سے یہاں مراد ہے دین میں شامل ہونا۔ ان لوگوں کو بھی دین میں شامل کر لیا جاتا جو دین کے لئے نقصان دہ ہیں۔ گندے لوگ بھی ہماری خواہشوں کے مطابق دین میں شامل ہو جاتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہدایت دینا میرا کام ہے۔

دوسرا اس کا پہلو یہ ہے کہ ہدایت گہرائی تک دینا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اور یہ پہلو ایک اور لحاظ سے ہمارے سامنے ابھرتا ہے۔ کئی لوگ جو بظاہر ہدایت پا گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حضور آکر اقرار کیا کہ تو خدا کا رسول ہے، ہم قسمیں کھا کے کہتے ہیں کہ تو خدا کا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو خدا کا رسول ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ تو دائرہ اسلام میں آنے کے باوجود بھی ہدایت نہ پا سکے۔ اس لئے صرف دائرے میں داخل ہونا ہدایت کا نام نہیں ہے۔ ہدایت گہرا عمل ہے اور اس میں بھی جس کو خدا نے چاہا ہدایت ملی۔ محض قرب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان منافقوں کی ہدایت کا موجب نہ بن سکا بلکہ بعضوں کے امراض بڑھتے رہے اور یہ ایک طبعی بات ہے۔ جب کسی محسن کی ناقدری کی جائے تو گناہ بڑھ جاتا ہے، نہ کہ انسان ہدایت کے لائق ٹھہرتا ہے۔ پس ایسی صورت میں ہادی کے قریب تر ہونا اور اس کا انکار کرنا ہدایت پانے کے برعکس مضمون پیدا کرتا ہے۔ جتنا بڑا ہادی، جتنا زیادہ اس کا قرب نصیب ہو اگر دل بد بخت ہے تو پہلے سے زیادہ بد بخت ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ، ہدایت دینا تیرا کام نہیں ہے، ہمارا کام ہے۔ تمنا تیری یہی ہے کہ ساری دنیا کو ہدایت دے دے لیکن اللہ کے بس کی بات ہے اس لئے تو اپنی اس خواہش کو پورا نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد فرما رہا ہے "وما تنفقوا من خیر فلانفسکم" اور جو بھی تم مال خرچ کرو تو خود اپنی ہی خاطر کرو

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
MTV AHMADIYYA
SKY
TV ASIA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

گے۔ اب یہ نہیں فرمایا "وماتنفقون من خیر فلانفسکم" کہ جو کچھ بھی تم مال سے خرچ کرتے ہو اپنے ہی خاطر کرتے ہو یا اپنے نفس کی بھلائی کے لئے کرتے ہو۔ کیونکہ بہت سے انسان ایسے مال خرچ کرتے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہیں۔ ان کا دین بھی تباہ کر دیتے ہیں ان کی دنیا بھی تباہ کر دیتے ہیں۔ کروڑہا آدمی ہیں جو ڈرگ پر خرچ کر رہا ہے اس لئے قرآن کریم یہ فرماہی نہیں رہا کہ جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو اپنی بھلائی کے لئے کرتے ہو۔ فرماتا ہے "وماتنفقوا من خیر فلانفسکم" جو کچھ تم مال خرچ کرو پس وہ تمہارے لئے ہو گا بشرطیکہ اگلی جو آیت ہے اس کو عموماً ترجمہ کرنے والے ان معنوں میں پیش کرتے نہیں جن معنوں میں میں کر رہا ہوں کیونکہ میرے نزدیک یہی معنی درست ہے اس کے بغیر اس آیت کا ربط نہیں بنتا۔ بشرطیکہ "وماتنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ" یا یوں کہنا چاہئے وجہ اس کی یہ ہے کہ تم جو کرو گے یعنی اے مومنو! تم جو مال خرچ کرو گے وہ ضرور تمہارے فائدے کا ہو گا وجہ یہ ہے کہ تم اللہ کی رضا کے بغیر خرچ ہی نہیں کرتے۔ تو جب تم ہر خرچ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر کرتے ہو تو لازم ہے کہ وہ مال جس طرح بھی خرچ ہو وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا اور تمہارے فائدے میں ہو گا۔

یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی جماعت کو نصیب نہ ہوا ہے، نہ ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہے اور تمام مالی قربانیوں کے تقاضوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ باندھا ہے

اسی مضمون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ حدیث ہے جس میں بیوی کو لقمہ کھلانے کا ذکر ہے وہ میں آئندہ پڑھ کے سناؤں گا۔ پس پھر یوں بنے گا ترجمہ کہ اے مومنو! تم جو بھی مال خرچ کرو تمہارے ہی فائدے میں ہو گا۔ وجہ یہ ہے کہ کیونکہ تم خرچ ہی نہیں کرتے مگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر، اس کی محبت جیتنے کی خاطر۔ "وماتنفقوا من خیر" پس اس شرط کے ساتھ جو بھی تم خرچ کرو "یوف الیکم" وہ بھی تمہیں واپس لوٹا دیا جائے گا۔ بہت ہی لطیف انداز ہے۔ پہلے یہ بات بیان نہیں کی کہ تمہیں واپس لوٹا دیا جائے گا۔ فرمایا جو کچھ تم خرچ کرو گے رضاء باری تعالیٰ کی خاطر، وہ تمہاری بھلائی میں ہی ہے، یقین رکھو۔ تم اس لئے نہیں کرتے کہ تمہیں واپس لوٹایا جائے۔ اس وجہ سے واپس لوٹانے کے حصے کو وہاں سے توڑ کر الگ بیان کیا ہے، ایک مزید فائدے کے طور پر بیان کیا ہے۔ کہ اگر تم رضائے باری تعالیٰ کی وجہ سے خرچ کرتے ہو تو پھر اس نیت کو تو داخل کر ہی نہیں سکتے کہ ہمیں واپس مل جائے گا، چلو خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا رضاء تو تمہیں ملے گی اور تمہارے نفس کے لئے بھلائی ہے لیکن ہم تمہیں ضمناً یہ بھی بتاتے ہیں کہ خدا کسی کا مال رکھا نہیں کرتا۔ وہ واپس کرتا ہے اور بڑھا کر عطا کرتا ہے۔ "یوف الیکم" تمہارے لئے، تمہیں بھرپور طور پر واپس کیا جائے گا "وانتم لا تظلمون" اور تم ظلم نہیں کئے جاؤ گے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آنے پائی کا حساب کر کے جتنا دیا گیا تھا خدا اتنا واپس کرے گا۔ یہ قرآنی محاورہ ہے "لا تظلمون" کا مطلب یہ ہے کہ اتنا دے گا کہ ظلم کا تصور بھی قائم نہیں ہو سکتا۔ خواب و خیال بھی نہیں آسکتا کہ ظلم ہوا ہے۔ اس کثرت سے دے گا۔ اور یہ اصل جزاء نہیں ہے۔ اصل جزاء یہ ہے کہ جب تم رضاء باری تعالیٰ کی خاطر خرچ کرو گے تو تمہارے لئے بھلائی ہی بھلائی پیدا ہو جائے گی، ہر پہلو سے تمہیں برکتیں ملیں گی۔ جمع جھونگے میں مال بھی واپس لوٹا دیا جائے گا۔

مالی قربانی تو در حقیقت ایمان کا پیمانہ ہے

یہ ویسی ہی بات ہے جیسے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے بھائیوں کو رزق دیا اور ان کے اونٹ بھر کر واپس بھیجے تو ملازموں نے کہا کہ ان کی متاع بھی ساتھ واپس کر دو۔ اللہ کے نبی بھی اللہ ہی سے رنگ پاتے ہیں۔ انہوں نے جب پہلے رزق دیکھا اپنے باپ کو خوش خبریاں دیں۔ بہت خوش تھے کہ بہت ہم رزق لے کے آئے ہیں۔ جب کھولا تو پھر دوڑے دوڑے گئے کتنی خوش خبری کی بات ہے اے ہمارے باپ یہ تو ہمارے پیسے بھی واپس کر دئے۔ تو جس طرح وہاں بعد میں ہوا تھا وہی مضمون یہ آیت پیش کر رہی ہے کہ تمہای بھلائی تو ہے ہی تمہیں سب کچھ مل جائے گا جو چاہتے ہو۔ پھر جب کھولو گے اپنی پوٹلیاں تو پتہ چلے گا کہ جو دیا تھا وہ بھی واپس ہو جائے گا۔ مگر یوسف تو ایک انسان تھا اس نے تو اتنا ہی دیا جتنا بھائیوں نے دیا تھا مگر اللہ جو پوٹلیوں میں واپس ڈالے گا وہ سنبھالا بھی نہیں جائے گا اس کثرت کے ساتھ وہ عطا کرتا ہے۔

پھر فرماتا ہے "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ" خرچ جو کرتے ہو اللہ کی رضاء کی خاطر اس میں صرف یہ نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو دے رہے ہیں، اللہ کی رضاء کی خاطر بچوں ہی کو دئے جاؤ۔ یہ بھی ایک طریق ہوتا ہے کہ اللہ جو کہتا ہے کہ بچوں کی خدمت کرو، بیویوں کا خیال رکھو۔ چلو بیوی بچوں کو دئے چلے جاؤ۔ اللہ فرماتا ہے کہ جو خدا کی رضاء کی خاطر دیتے ہو تو اپنے حقوق قربان کر کے ان کو زیادہ دیتے ہو جن کا براہ راست تم پر حق نہیں ہے مگر وہ اللہ کی خاطر غریب بنائے گئے۔ اس لئے ان کا ذکر الگ فرما دیا ہے۔ "للفقراء الذین" یہاں واؤ بھی داخل نہیں فرمائی کہ اور فقراء کے لئے۔ فرمایا اول طور پر جب وہ خدا کی رضا چاہتے ہیں تو خدا کی خاطر ضرورت مند ہو جانے والوں پر وہ خرچ کرتے ہیں۔

ایک تو فقراء پر خرچ کرنے کا مضمون ہے جو قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر کثرت سے بیان ہوا ہے۔ یہاں وہ مضمون نہیں ہے۔ یہاں ایسے فقراء کا ذکر ہے جو اللہ کی خاطر فقیر ہو گئے اور ان کو کچھ دینا صدقہ نہیں ہے بلکہ ایک سعادت ہے اور طرح کی۔ ایک تو خرچ ہے جس میں انسان صدقے بھی دیتا ہے اور بظاہر ایک عطا کا پہلو بھی رکھتا ہے۔ فرمایا ان کو جو تم رضاء کی خاطر دو گے تو سب سے پہلے ان کا حق ہو گا جو اللہ کی خاطر خود فقیر ہو گئے۔ "الذین احصروا فی سبیل اللہ" وہ اللہ کے رستے میں گھیرے میں آ گئے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو ایک جگہ اس طرح محصور کر دئے گئے کہ وہاں سے نکل کر وہ آزادی کے ساتھ دنیا میں کمائیاں کر ہی نہیں سکتے۔ ان میں سے وہ بھی ہیں مثلاً پاکستان میں جن کی نکلنے کی تمنا ہے، وہاں کے حالات سے بے زار ہیں، لیکن حالات نے ان کو جکڑ رکھا ہے وہ نکل نہیں سکتے۔ لیکن یہاں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ طوعی طور پر خدا کی راہ میں خود اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈالے بیٹھے تھے۔ یعنی وہ اصحاب الصفہ جن میں کمانے کی صلاحیتیں موجود تھیں محض اس لئے کہ اللہ کے رسول کی باتیں سنیں، دین کی خدمت کریں، وہ مسجد کے ہو رہے تھے اور مسجد کے تھڑوں پر بیٹھ کر انہوں نے باقی زندگی بسر کی۔

تو فرمایا جن کو خدا کی رضا کی چاہت ہے وہ خدا کی خاطر ان لوگوں پر خرچ کرتے ہیں جن کو استطاعت تو تھی کہ ان کی طرح باہر نکل کر دنیا کمائیں لیکن طاقت کے باوجود نہیں کمائی۔ یعنی محض بے چارگی کا نام غربت نہیں ہے وہاں، بلکہ چارے کے باوجود جو خدا کی خاطر غریب ہوئے اگر ان کو دو گے تو سب سے زیادہ اللہ تم سے راضی ہو گا۔ پس مومنوں میں، اہل مدینہ میں، انصار میں کثرت سے یہ رواج تھا کہ تحائف لے کر ان غریبوں کے پاس پہنچتے تھے اور رات کو بھی چھپ کر آتے تھے، دن کو بھی دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں جو بھی تحائف پہنچتے تھے آپ ان کا حصہ رکھتے تھے تو "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضرباً فی الارض" اب یہ جو فقرہ ہے "لا یستطیعون ضرباً فی الارض" اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں طاقت ہی نہیں باہر نکلنے کی۔ مگر یہ آیت چونکہ وسیع مضمون سے تعلق رکھتی ہے یعنی اس آیت کا وسیع مضمون ہے۔ اس لئے یہ پہلو بھی درست ہے کچھ ایسے بھی تھے جو مکہ میں گھیرے گئے ان میں طاقت ہی نہیں تھی کہ باہر نکلیں۔ کچھ ایسے بھی تھے جو محبت الٰہی اور محبت رسول میں ایسے جکڑے گئے تھے کہ ان میں طاقت نہیں تھی یعنی چاہتے بھی، مجبور بھی ہوتے، چاہتے تھے ہی نہیں، مجبور بھی ہو جاتے فاقہ کشی میں تب بھی نکل نہیں سکتے تھے۔

حضرت ابو ھریرہؓ کی مثال ان میں سے ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ تم یہاں کے کیوں ہو رہے۔ تو انہوں نے کہا کہ دراصل میری بڑی عمر اسلام سے باہر کٹی بلکہ دشمنی میں بھی کٹی۔ اب تھوڑے سال رہ گئے ہیں کیسے ممکن ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کی صحبت کے بغیر میں زندگی گزاروں۔ ناممکن ہے۔ اب تو ایک ایک لمحہ مجھے یہیں اس دروازے پر خرچ کرنا ہے۔ کیا پتہ کس وقت محمدؐ رسول اللہ کا چاند ظاہر ہوتا ہے، آپ کا سورج نکلتا ہے ان دروازوں سے جو مسجد کے ساتھ ملحق تھے، مسجد میں کھلتے تھے۔ یہ ان کے دل کی

احمدی بھائیوں کی اپنی قابلِ اعتماد ٹریول ایجنسی
ہوائی سفر کیلئے
INDO-ASIA REISEDIENST
کا خدمت کے نئے انداز
دُنیا کے گرد پھیلے ہوئے پانچ براعظموں میں کسی بھی ملک میں سفر کرنے کیلئے مناسب داموں پر ہوائی جہاز کے ٹکٹ حاصل کریں اور
اسی طرح پاکستان کے مختلف شہروں کے رعایتی ٹکٹ کے حصول کیلئے ہماری خدمات سے ضرور فائدہ اٹھائیں
جلسہ سالانہ قادیان کیلئے
بکنگ جاری ہے
P.I.A کی خصوصی پیشکش
۴ افراد پر مشتمل کنبہ کیلئے ٹکٹ میں ۱۰ فیصد رعائت

امریکہ اور کینیڈا کیلئے Last Minute Price
سٹٹگارٹ میونخ ہمبرگ Düsseldorf سے کراچی ab 980,-
عمرہ یا حج کی ادائیگی ہر مسلمان کی دلی آرزو ہے، پاکستان جاتے ہوئے اس اہم ترین سفر کے لئے ہم سے رابطہ کیجئے اور اپنی نشست محفوظ کرا لیجئے۔ مسافروں کا آرام ہمیشہ ہماری اولین ترجیح رہا ہے
آپ جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے براستہ فرینکفرٹ ڈائریکٹ لاہور اور اسلام آباد فضائی سفر کر سکتے ہیں
نیز ہمارے ہاں انگریزی اور اردو کا جرمن زبان میں ترجمہ کرانے کا بندوبست بھی موجود ہے
آپ کی خدمت کے منتظر
منیر احمد چوہدری (انٹرنیشنل ٹریول ایجنٹ) عبدالسمیع (وینٹے وکیل والے)
Indo - Asia Reisedienst
Am Hauptbahnhof 8·60329 Frankfurt
Tel. : 069 - 236181

کیفیت تھی جو انہوں نے بیان کی اپنے لفظوں میں مگر میں ان کو اپنے لفظوں میں بیان کر رہا ہوں۔ ایسا عشق تھا۔ ایک لحہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کا، آپ کی زیارت کا ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔ پھر یہ کہ باتیں مجھے سننے کا شوق ہے۔ لوگوں نے بچپن سے سنی ہوئی ہیں میرے پاس آخری چند سال ہیں تو میں وہ باتیں کیوں ضائع کروں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے سالوں میں برکت دی اور ان چار سالوں میں جتنی دیر بھی رسول اللہؐ کے ساتھ رہے یعنی مسجد کے صحن میں اتنا ذخیرہ اکٹھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا کہ کسی اور صحابی کو اتنی توفیق نہیں ملی کہ اس کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی روایتیں بیان کر سکیں۔ اور پھر خدا نے لمبا عرصہ زندہ رکھا کہ وہ ساری باتیں بیان کر سکیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جن میں طاقت نہیں ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے طاقت تھی باہر نکلتے تھے، جاتے تھے، جا سکتے تھے مگر ان کو محبت نے جکڑا ہوا تھا۔ یہ لوگ بھی اس میں مراد ہیں بلکہ میرے نزدیک اول طور پر مراد ہیں۔

"یحسبھم الجاھل اغنیاء" جاہل ان کو امیر سمجھتا ہے۔ اب ان غریبوں کو امیر کیسے سمجھا جا سکتا تھا۔ ان کی تو فلاکت ان کی غربت تو ظاہر و باہر تھی۔ اس لئے اغنیاء کا ترجمہ یہاں امیر کرنا درست نہیں ہے۔ اغنیاء سے مراد ہے ان کو حاجت نہیں ہوتی کسی چیز کی۔ یعنی اپنی حاجت کو اپنے چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ بعض بھوکے ہیں وہ اپنی بھوک کو ظاہر ہونے دیتے ہیں تا کہ کوئی دیکھے اور پہچانے۔ بعض غریب ہیں جو اپنے کپڑوں کے گندے رکھنے سے پھٹے پرانے رکھنے سے اپنی غربت کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ بعض غریب ہیں جو روزانہ دھو لیتے ہیں، سلائی سلیقے سے کرتے ہیں، سمٹ کر رہتے ہیں، کوشش کرتے ہیں کہ ہماری غربت کا حال ظاہر نہ ہو۔ پس اللہ کی خاطر غریب ہو جانے والے بندوں نے کچھ نہیں چاہتے تھے۔ اس وجہ سے سب دنیا کے بندوں نے یہ گواہی دی کہ یہ تو ضرورت ہی کوئی نہیں، آرام سے بیٹھا ہوا ہے، ہنستا کھیلتا، روزمرہ کی زندگی گزار رہا ہے، اس کو کیا ضرورت ہے۔

مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تعرفھم بسیماھم" جاہل جو سمجھتے رہیں تو ان کی نشانیوں سے، ان کے چہروں کی علامتوں سے جانتا تھا کہ بھوکے ہیں۔ "لا یسئلون الناس الحافا" کچھ انہوں نے لوگوں سے چمٹ کر مانگا نہیں کہ ہماری ضرورت پوری کرو۔ یہ عادت ہی ان کو نہیں تھی۔ یہ ذکر کر کے فرماتا ہے پھر وہی بات "و ماتنفقوا من خیر فان اللہ بہ علیم" تم جو کچھ بھی خدا کی راہ میں خرچ کرو گے اس کی نظر میں ہوگا۔ اب یہاں نظر کی بات کی ہے پہلے نہیں کی تھی۔ پہلے بھی یہی مضمون دو دفعہ ذکر ہو چکا ہے لیکن وہاں خدا کی نظر کی بات نہیں کی۔ بات یہ ہے کہ جیسے لوگوں کا ذکر ہے ان لوگوں کی جو خدمت کرے گا وہ بہت ہی جاہل ہوگا اگر دکھا کر کرے۔ جو خدا کی خاطر چھپ گئے اور انہوں نے اپنی غربت کو دنیا سے چھپا لیا ان کو اگر کوئی اعلانیہ دے تو بڑا ہی جاہل ہوگا بلکہ اس میں ایک کمینگی کی علامت پائی جاتی ہے۔ وہ بتا رہا ہے کہ گویا نعوذ باللہ ہم تمہارے محسن ہیں اور جو انہوں نے چھپایا ہوا تھا اپنی غربت کو وہ دنیا کے سامنے ظاہر کرنے والا ہوگا۔

پس جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایسے لوگوں کی خدمت جو صاحب عرفان صحابہ تھے وہ یا تو رات کو چھپ کے دے جایا کرتے تھے یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا کرتے تھے۔ جانتے تھے کہ وہاں گیا تو یہاں آیا۔ پس اس پہلو سے خدا کے علیم ہونے کا ذکر بہت ہی پیارا اور موزوں ہے کہ اللہ سے تو چھپنا ہے ہی نہیں۔ محمدؐ رسول اللہ پہچان لیتے ہیں کہ خدا کی خاطر کون غریب بنے بیٹھے ہیں تو اللہ کو نہیں پتہ لگے گا کہ اس کی خاطر کون چھپ چھپ کے دیتا ہے۔ فرمایا جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے جان لو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا علم ہے اس سے چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔

اب پھر مضارع کا صیغہ واپس آگیا ہے۔ پہلے ساری مشروط باتیں تھیں اگر تم ایسا کرو تو یہ ہوگا، یوں کرو گے تو یوں ہوگا۔ "الذین ینفقون اموالھم بالیل والنھار سرا و علانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" کہ وہ لوگ جو اپنے اموال خرچ کرتے ہیں "بالیل والنھار" یہ اب عام مضمون ہے۔ جو پہلا مضمون تھا وہ خدا کے ان خاص بندوں کا ذکر تھا جو محض رضاء باری تعالیٰ کی خاطر مخفی رکھ کر خرچ کرتے ہیں اور مخفی رہتے ہوئے اپنے حقوق سے خود محروم ہوئے بیٹھے ہیں۔ اب ایک عام مضمون چل پڑا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں "الذین ینفقون اموالھم" جو اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں راتوں کو بھی اور دن کو بھی، چھپا کے بھی اور ظاہر کرتے ہوئے بھی "فلھم اجرھم عند ربھم" ان کے لئے ان کے رب کا اجر ان پر ہے۔

یہاں ظاہر کرنے کے باوجود اجر کیوں دیا گیا ہے اگر مخفی رکھنے کو ایسی اہمیت دی گئی تھی۔ یاد رکھیں کہ اس آیت کے اندر اس بات کا جواب موجود ہے۔ وہ لوگ جو ریاء کی خاطر ظاہر کرتے ہیں وہ چھپ کر نہیں دیا کرتے۔ کبھی بھی وہ چھپ کر نہیں دے سکتے۔ انہوں نے تحفہ بھی دینا ہو کسی کو تو لوگوں کی موجودگی میں دکھا کر دیں گے یا بہت بڑے بڑے پیکٹ بنا کر دیں گے تا کہ لوگوں کو پتہ لگے کہ بڑی چیز جا رہی ہے۔ شادی بیاہ پہ اعلان ہو رہے ہیں، لکھے جا رہے ہیں، بڑے بڑے پیکٹ پیش کئے جا رہے ہیں تا کہ دنیا کی نظر میں آجائیں۔ چھپ کر دینے کی تو ان کو توفیق ہی نہیں ہوتی۔ پس "سراً" کی شرط ساتھ لگا دی ہے۔ تب فرمایا ان کا اجر اللہ پر ہے۔ کہ اللہ جانتا ہے کہ چھپ کر دیتے ہیں اگر ان کی ریاء کی تمنا ہوتی تو چھپ کر دیتے ہی نہ۔ صرف اعلانیہ دیتے۔ جو رات کو تہجد کے وقت اٹھتا ہے اس کی صبح کی نماز سچی ہو جاتی ہے۔ اس وقت اس کو کس نے دیکھا تھا۔ پس ان کا چھپنا ان کے ظاہر کی حفاظت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ظاہر میں بھی اور نیتیں ہیں۔ تا کہ ایک دوسرے سے بڑھیں، استباق کی روح پیدا ہو اور تحریک عام ہو جائے ورنہ اگر سارے چندے ہی چھپ کے دئے جائیں تو جو کمزور رفتہ رفتہ ہمارے ساتھ شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ محروم ہی رہ جائیں گے۔ تو ظاہر کرنا بعض دفعہ دکھاوے کی خاطر نہیں ہوتا بلکہ ایک نیکی کی تحریص اور تحریک کی خاطر ہوتا ہے۔ پس ایسے لوگوں کے متعلق یہ شرط لگا کر کہ ظاہر تو کرتے ہیں مگر چھپ کر بھی ضرور کرتے ہیں۔ اور اس کو خدا تعالیٰ اس طرح باندھتا ہے پہلے "سر" کا ذکر کیا ہے پھر "علانیہ" کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلے رات کا ذکر فرمایا ہے پھر دن کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنی اولیت ان کے ہاں یہ ہے کہ جو کچھ ہم دیں خدا کی خاطر مخفی ہی رہے کسی کو نہ پتہ چلے۔ لیکن پھر دن کے وقت بھی قربانیوں کے تقاضے ہوتے ہیں۔ روشنی کے وقت بھی کچھ قربانیاں کرنی پڑتی ہیں ان سے پھر وہ پیچھے نہیں رہتے۔ "فلھم اجرھم عند ربھم" پس یہی وہ لوگ ہیں جن کا اجر ان کے رب پر ہے، ان کے رب کے پاس ہے۔ "ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" ان کو کوئی خوف نہیں ہے اور کوئی صدمہ ان پر غالب نہیں آسکتا۔ کوئی خوف ان پر غالب نہیں آسکتا اور وہ کسی صدمہ میں مبتلا نہیں ہونگے۔ یہاں جو لفظ "عند ربھم" ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے پہلے جو خدا نے واپس کیا اور بڑھا چڑھا کر دیا اور برکتیں عطا کیں وہ آئندہ کے کھاتے میں سے کاٹا نہیں جائے گا۔ وہ کھاتہ اسی طرح کا اسی طرح پورا رہا ہے اس میں سے منہا کچھ بھی نہیں ہوا۔ تو خدا نے ان کا اجر جو اپنے ذمے لگا رکھا ہے وہ سب کچھ واپس کرنے کے باوجود اسی طرح سالم کا سالم ٹکا رہے گا۔ جب مرنے کے بعد اس کے حضور پیش ہونگے تو پھر وہ کھاتے کھلیں گے جو خدا نے اپنے پاس بطور اجر تمہارے لئے محفوظ رکھے ہیں۔

اب یہ وہ مالی قربانی ہے جو خدا کی خاطر کی جاتی ہے اس کے رنگ ڈھنگ ہیں۔ اس سے محرومی اصل محرومی ہے۔ جو اس مالی قربانی کے نظام میں شامل ہوتے ہیں ان کی تو موجیں ہی موجیں ہیں۔ دنیا بھی ان کی ہوگئی آخرت بھی ان کی ہوگئی۔ اور جو خالصۃً للہ قربانی کرتے ہیں، بڑھانے کی نیت سے نہیں کرتے ان کے مال بڑھائے ضرور جاتے ہیں۔ اور جب بڑھائے جاتے ہیں بڑھانے کی نیت سے نہیں کرتے ان کے مال بڑھائے ضرور جاتے ہیں۔ اور جب بڑھائے جاتے ہیں وہ اور زیادہ خدا کے حضور شکر کرتے ہوئے جھکتے ہیں اور زیادہ عطا کرتے ہیں۔ ایک ایسی چیز ہے جو ان لوگوں کے درمیان، ان کے ایک گروہ کے درمیان ان کے دوسرے گروہ سے فرق کر دیتی ہے۔ جن لوگوں کے مال اللہ اس جزاء کے نتیجے میں اس دنیا میں بھی بڑھاتا ہے اور آخرت میں بھی ان کے اجر رکھے ہوئے ہے وہ اس مال بڑھنے کے بعد اپنے چندوں میں اور بڑھتے ہیں۔ جن کے مال عطا کے نتیجے میں نہیں بڑھتے بلکہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ تعلق کاٹ لیتا ہے کہ تم دنیا میں پڑ گئے تو پھر پڑے رہو ان کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل چھوٹے ہونے شروع ہو جاتے ہیں، مال بڑھتے ہیں دل تنگ ہو رہے ہوتے ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ محض للہ ساری خدمتیں نہیں تھیں دنیا کی حرص غالب تھی خدا کی رضا نسبتاً کم تھی۔ پس اللہ نے دنیا عطا کر دی اور اپنی رضا کی طلب سے محروم رکھ دیا، اپنی رضا کی طلب کی توفیق ہی نہیں دی۔

پس ایسے لوگوں کو کبھی بھی طعن کی نظر سے نہ دیکھیں۔ وہ مظلوم بے چارے مجبور ہیں، محروم ہیں۔ ان پر رحمت کی نظر ڈالنی چاہئے۔ اگر سمجھا سکے کوئی عزت نفس پر حملہ کئے بغیر، پیار اور سلیقے سے تو ان کو بتا دے کہ پہلے جو تم نے کمائیاں کی تھیں وہ کون سی ہاتھ کی چالاکیاں تھیں۔ تمہارے بزرگوں کی قربانیاں تھیں جن کے پھل تم کھا رہے ہو، کیوں آئندہ نسلوں کے لئے تم ویسی قربانیاں نہیں کرتے۔ تم نے اپنے بڑوں کی قربانیوں کے پھل کھائے کیوں اپنے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتے۔ کیوں ان کے لئے ان کا خیال کر کے خدا کی خاطر قربانیاں نہیں دیتے۔ اب یہاں بظاہر ایک دنیا، نفس کی ملونی کا میں نے ذکر کر دیا ہے مگر بعض دفعہ مریض کو سمجھانے کے لئے چھوٹی بات بھی بتانی پڑتی ہے۔ کوئی آدمی کہتا ہے پانی نہیں پی رہا مر رہا ہے تو کہے چلو میری خاطر پی لو۔ حالانکہ اس کو اپنی خاطر ضرورت ہے۔ وجہ اول آپ نہیں بتاتے وجہ ثانی بتا دیتے ہیں۔ پس ان مریضوں کو سنبھالنے کی خاطر میں کہتا ہوں کہ اپنی اولاد پر رحم کرو، اولاد سے تو تمہیں پیار ہے نا۔ اس پر رحم کرو اور سوچو کہ تمہارے آباؤ اجداد کی قربانیاں تھیں جو تم کھا رہے ہو۔ تو تم قربانیاں کرو گے تو کمی نہیں آئے گی۔ لیکن کمی آ بھی جائے پھر قربانی کرنا یہ اصل ہے، رضائے باری تعالیٰ کی خاطر۔ اس لئے خدا نے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا الگ الگ بیان کر دیا ہے۔ پہلے تو صرف رضا کی بات کر دی ہے۔ بعد میں فرمایا ہم تمہیں ضمناً بتا رہے ہیں کہ تمہارا مال بھی واپس کر دیا جائے گا اور بہت زیادہ کیا جائے گا۔ مگر تم نے یہ نہیں چاہا تھا۔ اس لئے اب اعلیٰ بات میں یہ بتاتا ہوں اور یہی سب سے اچھی ہے کہ جب بھی مالی قربانی کریں خواہ خدا کی خاطر کریں "لا تمنن تستکثر" کے مضمون کو پیش نظر رکھیں۔ کبھی بھی احسان نہ کرو تا کہ تم زیادہ حاصل کر لو۔ اس کا تعلق انسانوں سے ہے۔ مگر خدا کی خاطر جب بندوں پر احسان کرتے ہیں اور اس خواہش کے ساتھ کہ اللہ آپ کو زیادہ دے دے تو اللہ زیادہ تو دے گا مگر آپ اس سے زیادہ لے سکتے تھے۔ اس سے بہت زیادہ لے سکتے تھے اگر یہ کہتے کہ ہم خدا کی خاطر دے رہے ہیں اور اللہ راضی ہو بس ہمارے لئے بہت ہے، اس کی نظر ہم پر پڑ جائے۔ اللہ کی نظر تو ضرور پڑے گی اور بہت زیادہ فضلوں کے ساتھ پڑے گی آپ کا مال یہاں بھی بڑھایا جائے گا، وہاں بھی بڑھایا جائے گا اور پھر ایک پوٹلی خالی رکھ لے گا اللہ۔ یہ "عند ربھم" کے مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ ہمارے پاس امانت پڑی ہوئی ہے۔ تو اللہ اس مالی قربانی کی روح کو جماعت کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق بخشے اور جو لوگ بھی کسی پہلو سے محروم ہیں وہ یاد رکھیں کہ اپنے نفس کے فائدے سے محروم ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی حرکت نہیں کر رہے۔ اللہ ہمارے دل بڑھائے، ہمارے ایسے دل بڑھائے جو خدا کی رضا کی خاطر ہمیشہ پہلے سے زیادہ وسیع تر ہوتے چلے جائیں اسی میں جماعت کی آئندہ آنے والی صدیوں کی زندگی ہے۔

مجھ پر کیا گذری؟

(تمکین بابر اہلیہ ڈاکٹر نسیم بابر شہید)

۱۹ اکتوبر ۱۹۹۴ء کی شب رات دس بجے کی بات ہے۔ دونوں بڑے بچے (ریما بابر عمر ۸ سال اور سقراط بابر عمر ۶ سال) سو چکے تھے۔ چھوٹا بچہ جبران بابر عمر ۲ سال اور ڈاکٹر نسیم بابر اپنے معمول کے مطابق ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پہلے باہر کا مین گیٹ بند کر کے آئے پھر اندر آکر گھر کے سارے بیرونی دروازے بند کئے اور کپڑے تبدیل کر کے سونے کی تیاری کرنے لگے۔ بیرونی دروازے کے عین سامنے ٹی وی لاؤنج میں ایک صوفہ پر میں تھک کر لیٹ گئی۔ ابھی میں نے گھر کے کئی کام کرنے تھے لیکن مجھے تھکن سے نیند بھی آرہی تھی۔ بابر نے میرے قریب سے گزرتے ہوئے تاکید کی اب جلد سو جانا اور باقی کام کل کر لینا۔ کچھ دیر بعد چھوٹے بیٹے نے پانی مانگا۔ میں اٹھنے لگی تو بابر نے مجھے روک دیا کہ تم تھکی ہوئی ہو میں دے دیتا ہوں۔

ابھی وہ باپ بیٹا کچن سے آئے ہی تھے کہ میں نے کہا ٹھہریں میں نے ٹی وی کا ایک پروگرام آپ کے لئے ریکارڈ کیا تھا میں آپ کو لگا کر دکھاتی ہوں۔ میں وہ پروگرام لگانے میں مصروف ہو گئی۔ بابر ساتھ ہی قالین پر بیٹھ گئے کہ اچانک گھنٹی بجی! میں نے کہا یہ اس وقت کون ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اشارے سے کہا "معلوم نہیں" بیٹے سمیت وہ دروازہ کھولنے لگے۔ پہلے جالی کے دروازے سے آواز دی "کون ہے بھئی!" میری دروازے کی طرف پشت تھی میں ٹی وی پروگرام سیٹ کرنے میں مشغول تھی۔ کچھ لمحوں کے بعد بابر کی آواز آئی جس میں ہلکی سے گھبراہٹ بھی شامل تھی "اوئے" اور پھر آواز آئی جیسے کوئی زور آزمائی کر رہا ہو۔ بابر نے کبھی کسی کو "اوئے" نہیں کہا تھا۔ میں اس آواز کو سن کر حیرانی سے پلٹی تو وہ نقاب پوش گھر کے اندر آچکا تھا اور بابر دونوں ہاتھ اس کی طرف کر کے "نہیں نہیں" کہہ رہے تھے۔ نقاب پوش کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھی جو اس نے بابر کی طرف تان رکھی تھی۔ میرے اور قاتل کے درمیان بارہ تیرہ فٹ کا فاصلہ ہوگا۔ میں یہ دیکھتے ہی اس کی طرف بھاگی۔ میرے ذہن میں ایک ہی خیال آیا میں نقاب پوش اور بابر کے درمیان حائل ہو جاؤں۔ اس کے بعد مجھے اتنا یاد ہے کہ گولی چلنے کی آواز آئی اور میں قاتل کی طرف تاریکی میں بھاگ رہی تھی۔ اس کی پشت میری طرف تھی جو چند لمحوں میں گھر کی پچھلی طرف نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

میں واپس پلٹی تو میرا محبوب خاوند اپنے گھر کے بیرونی دروازے کے سامنے خون کے ایک دریا میں یوں لیٹا ہوا تھا جیسے گہرے سکون کی حالت میں سو رہا ہو۔ میرے اٹھانے پر ان کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور گردن کی دائیں طرف ایک زخم کا گہرا نشان نظر آیا جس میں سے سانس کی نالی بھی نظر آرہی تھی۔ اس وقت بابر نے ایک گہری سانس لی جس طرح کوئی کروٹ بدلنے پر لیتا ہے۔ اس سانس سے مجھے ایک لمحے کے لئے آس بندھی کہ شاید زندہ بچ جائیں۔ میں نے بلند آواز میں خدا سے دعا کی یا اللہ میرا سب کچھ لے لے لیکن انہیں بچا لے۔

میری چیخ و پکار سن کر ہمسائے دوڑے آئے۔ ڈاکٹر پرویز ہود بھائی بھاگ کر اپنی گاڑی لائے۔ سب نے مل کر بابر کو پچھلی سیٹ پر ڈالا۔ اس سے پہلے میں نے فون کر کے اپنے چھوٹے بہنوئی وسیم کو واقعہ بتایا اور اسے گھر پہنچنے کی ہدایت کی کہ بچے گھر میں اکیلے ہیں۔ گاڑی میں ہم تیزی سے پمز (PIMS) (پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز) روانہ ہوئے۔ میں اگلی سیٹ پر تھی راستے میں میں نے پیچھے ہاتھ لگا کر بابر کی زندگی محسوس کرنے کی کوشش کی۔ مجھے اندازہ ہوا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ ہسپتال پہنچ کر اس کی تصدیق ہو گئی۔ ہسپتال میں ہم ۱۵، ۲۰ منٹ رہے۔ ڈاکٹر پرویز ہود بھائی نے کہا کہ بابر کی میت بھی یہیں رہے گی۔ یہاں بہت وقت لگے گا۔ گھر چلتے ہیں اس کے ساتھ ہی میں جیسے خواب سے چونک پڑی۔ بچے گھر میں اکیلے ہیں۔ میں نے پرویز ہود بھائی سے کہا کہ پوری رفتار سے گاڑی چلائیں۔ بچوں کا نہ جانے کیا حال ہے۔ واپس گھر پہنچے تو گھر میں بہت سے لوگ پہنچ چکے تھے۔ دونوں بڑے بچے بڑے سکون سے سو رہے تھے۔ میں نہ معلوم کس کس سے ملی، کون کون آیا۔ میں بچوں کے کمرے میں چلی گئی اور ساری رات ان کے سرہانے بیٹھی رہی۔ اس وقت مجھے صرف یہ احساس تھا کہ گھر میں غیر معمولی کیفیت دیکھ کر روتی آنکھوں اور چیخوں سے وہ خوفزدہ نہ ہو جائیں۔ صبح معمول کے مطابق بچے اٹھے۔ بیٹے سنی نے مجھے خلاف معمول سرہانے پا کر ایک دم پوچھا "امی پاپا کہاں ہیں؟" میں نے بہت آہستہ سے دونوں بچوں کو سمجھایا کہ رات آپ کے پاپا اللہ میاں کے پاس چلے گئے ہیں کیونکہ ان کی عمر ختم ہو گئی تھی۔ ہمیں بھی اپنی اپنی عمر ختم کر کے اللہ کے پاس جانا ہے۔ پھر میں نے انہیں بتایا کہ آپ کے پاپا اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں۔ آپ کے پاپا ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے گھبرانے والی بات نہیں۔ دونوں بچے جو پہلے رو پڑے تھے آنسو پونچھ کر مسکرانے لگے اور گھر میں آئے ہوئے لوگوں سے ملنے لگے۔

بابر کو بڑے اعزاز کے ساتھ ربوہ میں دفن کیا گیا۔ زندگی معمول پر آنے لگی اور اس کے ساتھ ہی میرے اور میرے خدا کے درمیان وہ عجیب تعلق پیدا ہوا جو شاید میں پوری طرح الفاظ میں کھل کر بیان بھی نہ کر سکوں۔ اس تعلق کو سمجھنا بھی ہر ایک کے لئے ممکن نہیں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں کہ جب تک یہ سب واقعہ مجھ پر نہیں گزرا تھا میں بھی بندے اور خدا کے درمیان اس خاص تعلق کو پوری طرح محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ شاید مجھ جیسے لوگوں کے لئے ہی کہا گیا ہے کہ۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

ضمناً میں عرض کر دوں کہ بابر کی شہادت پر میں نے کوئی غیر معمولی آہ و بکا نہیں کی۔ اللہ نے مجھے ہمت دی کہ ایک بھی لفظ بے صبری یا شکوہ کا میرے منہ سے نہیں نکلا۔ نہ میں نے حواس کھوئے، نہ آواز بلند کی۔ میں شہید کی بیوہ ہوں۔ یہ میرا اعزاز ہے۔ میں اللہ کی رحمت کو کیوں رسوا کرتی؟ یہ سب میرے اوپر میرے رب کا بے حد فضل تھا۔ ورنہ میں کیا کر سکتی تھی؟۔

اب میں اس عظیم معجزے کا ذکر کروں گی جو مجھ پر بابر کی شہادت کے بعد گزرا۔ بابر کی شہادت سے پہلے میں اپنے آپ کو ان لوگوں میں شمار کرتی تھی جو بغیر کوئی حق ادا کئے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے رہتے ہیں۔ اور وہ تو اتنا غنی ہے کہ جب نوازنے لگتا ہے تو رحمتوں کی بارش برسا دیتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ چند سال سے مجھے یہ احساس بہت زیادہ رہنے لگا کہ خدا تعالیٰ کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں۔ ہر خواہش زبان پر آنے سے پہلے پوری ہو جاتی ہے۔ دل میں جیسے کوئی حسرت ہی نہیں تھی۔ نماز پڑھتی تو سوچتی کہ سب دوسروں کے لئے مانگتی ہوں لیکن اپنے لئے کیا مانگوں۔ پھر یہ عادت بن گئی کہ نماز میں دو دعائیں لازم ہوتی تھیں کہ خدایا! بابر کو میری زندگی میں ہمیشہ سلامت رکھنا۔ اور اے اللہ اگر آزمائش آئے تو اس میں سے گزرنے کی ہمت دینا۔

اب سوچتی ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ دونوں ہی دعائیں پوری ہو گئیں۔ خدا نے شہادت دے کر بابر کو زندہ بھی رکھا اور آزمائش گو سب سے کڑی تھی لیکن خدا نے اس میں سے اس طرح گزارا کہ میں اس کی رحمتوں کی پہلے سے زیادہ شکر گزار ہو گئی۔

شہادت کے بعد جب کفن پہنا کر میت کو لایا گیا تو یہ وہ چہرہ تھا جو نکلتے ہوئے آنسوؤں کو روک دیتا تھا۔ اب اس چہرے پر سکون تھا وہ گواہی دے رہا تھا کہ اس کا سفر دکھ کی طرف نہیں بلکہ راحت کی طرف ہے۔ آنکھیں تھوڑی سی کھلی ہوئی تھیں مگر ان میں جو چمک تھی وہ خوشی کا احساس دلا رہی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اتنی خوشی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ اگر میں روئی تو یہ بہت بری بات ہوگی۔ درحقیقت وہ چہرہ جتنی دیر میرے سامنے رہا میں اس خوشی کو Share کرتی رہی۔ وہ ایک شہید کا حسین چہرہ جو تھا!!

نہ صرف میرا بلکہ کئی اور لوگوں کا یہی حال تھا۔ حتیٰ کہ بچے جن میں چھوٹا بیٹا سقراط جسے ہم سنی کہتے ہیں۔ جب میرے پاس آکر کھڑا ہوا اور شہید باپ کو دیکھنے لگا تو میں نے آہستہ سے کہا، بیٹا اگر رونا آرہا ہے تو رو لو! اس نے نظریں اپنے شہید باپ کے چہرے پر قائم رکھیں اور نفی میں سر ہلایا اور کچھ دیر کے بعد پیار کر کے وہاں سے ہٹ گیا۔

شروع میں میں نے کچھ دنوں بچوں کو اصل واقعہ نہیں بتایا لیکن بعد میں انہیں معلوم ہو گیا۔ میں اللہ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتی ہوں کہ ان کے ذہنوں پر ایک دن بھی دہشت طاری نہیں ہوئی۔

اس واقعہ اور اس کے بعد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے میں اتنا یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ یہ وہ کیفیت ہرگز نہیں تھی جو ایک ایسی بیوی پر گزرے جس کا شوہر اسے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز ہو اور محض ایک منٹ پہلے سکون کے عالم میں باتیں کرتے کرتے اسی کے ہاتھوں میں آخری سانس لے لے۔

میرے عزیز اور باقی احباب میرے صبر کو سراہتے ہیں۔ ڈاکٹر پرویز ہود بھائی نے کچھ دنوں کے بعد مجھے آکر کہا، میں آپ کے حوصلے کو سلام کرتا ہوں۔ ان تمام باتوں کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ میں دل ہی دل میں اپنے مولا سے کہتی ہوں: واہ میرے مولا! کمال تو تیرا ہے اور اعزاز مجھے مل رہا ہے۔

یہ وہ کیفیت تھی جسے میں اپنی ایک جرمن سہیلی سے (جو مجھ سے تعزیت کرنے جرمنی سے اسلام آباد آئی تھی) بیان کرتی تھی۔ جب وہ گھبرا کر مجھ سے پوچھتی تھی کہ تم کس وقت روتی ہو؟۔ میں اسے کہتی کہ گھبراؤ نہیں۔ میرا نروس بریک ڈاؤن نہیں ہوگا۔ میں آنسوؤں کو روکنے کے لئے ہرگز اپنے اوپر دباؤ نہیں ڈال رہی۔ میرے خاوند کو شہادت کا اعزاز ملا ہے۔ میرے بچے شہید کے بچے ہیں۔ میں اپنے خدا کے ایک عظیم الشان فضل و احسان کی امین ہوں۔ اس لئے یہ نہ سوچو کہ میری ذہنی حالت صحیح نہیں۔ میں تو یوں محسوس کرتی ہوں کہ میری ذہنی حالت اس سے بہتر کبھی نہیں تھی۔ ہاں یہ محسوس ہوتا ہے کہ عام درد کے لئے تو چھوٹی موٹی اور بعض اوقات زود اثر دواؤں سے عارضی طور پر درد رفع کیا جاتا ہے لیکن جس کے لئے تکلیف ناقابل برداشت ہو اسے "سن" کرنے کی دوا دی جاتی ہے۔ میرے درد کو بھی میرے مولا نے صبر جمیل کے ذریعے سن کر دیا ہے۔

پھر مجھے احساس ہوا کہ Anaesthesia آہستہ آہستہ کم بھی ہونے لگے گا پھر کیا میں درد برداشت کر سکوں گی؟ پھر میں نے خود ہی دعا کی، اے خدا اس وقت تک میرا زخم بھر دینا تاکہ تکلیف کا احساس کم ہو اور حوصلہ ٹوٹ نہ جائے۔

اس تمام عرصہ میں جو بات مجھے بہت پریشان کرتی رہی وہ یہ تھی کہ اگر بچوں میں سے کوئی پریشان نظر آیا تو میرے لئے بہت اذیت ہوگی۔ میں نے ان کے لئے بہت دعا کی کہ انہیں یہ احساس نہ ہو کہ ہمارا گھر برباد ہوا ہے۔ اور جو بے پناہ پیار انہیں اپنے باپ سے ملتا تھا وہ یہ محسوس کریں کہ اب اس میں کوئی کمی ہے۔

اللہ کی شان ہے کہ وہ بچے جن کی نظریں شام سات بجے گھڑی پر ہوتی تھیں اور اس کے بعد گزرنے والے وقت میں وہ بار بار پوچھتے تھے کہ پپا کب آئیں گے؟ وہ کیوں لیٹ ہو گئے؟ اور کار کی آواز آتے ہی وہ تینوں اس تیزی سے باہر بھاگتے کہ میں دل میں کبھی کبھی حسد کی کیفیت محسوس کرتی تھی۔ ان بچوں نے آج تک مجھ سے یہ سوال نہیں کیا کہ ہمارے ساتھ یہ کیوں ہوا؟ وہ واقعہ کی تفصیل بھی جان چکے ہیں لیکن انہیں کسی خوف کا احساس نہیں۔ ان کے چہرے اسی طرح مسکراتے ہیں۔ پڑھائی میں وہ پہلے سے زیادہ اچھے نمبروں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر اور بھی یہ یقین پختہ ہو جاتا ہے کہ یہ غیر معمولی کیفیت ہے۔ یہ ایک خدائی معجزہ ہے ورنہ صبر کرنا اتنے چھوٹے بچوں کے اختیار میں نہیں۔

اس واقعہ سے پہلے میں سوچا کرتی تھی کہ زندگی میں جب ایسے واقعات آتے ہیں۔ خاص طور پر جب بیویوں کو خاوندوں کی جدائی سہنا پڑتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ سے بہت شکوے کرتی ہیں۔ میں نے کئی گھرانے ایسے دیکھے جنہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی نعمتیں ملتی رہیں۔ دنیا کے تمام سلسلے بخیر و خوبی چلتے رہے۔ لیکن جب بچھڑنے کا وقت آیا تو بیویوں نے کہا کہ اے خدا تو نے یہ ظلم کیوں کیا؟ ہمارا گھر برباد ہو گیا۔ بس اب تو کچھ نہیں رہا۔ اب تو ہمارا کوئی دیکھنے سنبھالنے والا نہیں رہا۔ یہ شکوے یہاں تک شدت اختیار کر جاتے کہ یہ گمان ہونے لگتا تھا کہ گویا خاوند ہی رازق ہے۔ اور جو کچھ تھا اس کا عطا کرنے والا اور ہر طرح کا اختیار رکھنے والا وہی خاوند تھا۔ یہ باتیں مجھے بہت دکھ دیتی تھیں۔ ایمان سمجھاتا تھا کہ خاوند ایک وسیلہ ہے جو خدا کے حکم سے ہی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنے تمام کاموں کی تکمیل کے لئے اسی خدا کا محتاج ہوتا ہے جس کی بیوی بھی محتاج ہے۔ تو خدا تعالیٰ پر اتنی بے یقینی کیوں؟ کہ جیسے اب وہ سارے وسیلے ہی بند کر دے گا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۳۹)

آرسینک کے مختلف خواص کا بیان

احمدی ڈاکٹر ہومیو ادویہ کی پروونگ کریں اور مجھے اطلاع دیں

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن (۳۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیوپیتھک کلاس میں ہومیو ادویات کے بارے میں تفصیلات بیان فرمائیں اور اپنے تجربات کی روشنی میں اہم باتیں ارشاد فرمائیں۔

آرسینک (Arsenic)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بہت ہی اہم دوا ہے۔ اس لحاظ سے کہ بہت سی بیماریوں میں اگر یہ براہ راست کام نہ بھی آئے تو مددگار ضرور ثابت ہوتی ہے۔ اور کسی نہ کسی طرح سے بہت سے بیماروں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔

اس کے مریض گولڈ ہیڈڈ کین مریض (Gold Headed Cane Patient) ہوتے ہیں۔ بے حد نفاست طبع۔ اس کی چیزوں کا معمولی سا ادھر سے ادھر رکھا جانا اس کے مزاج کے سخت خلاف ہے۔ مزاج میں بے حد نفاست ہے مگر اس کے اخراجات میں سخت بدبو اور تعفن ہوتا ہے۔ اس کے مزاج اور جسمانی بیماری میں تضاد ہے۔

مزاج کا اعصاب حساس ہوں تو جسم پر دو طرح سے اثر ہوتا ہے پیشاب کا بار بار آنا اور منہ کا خشک ہونا۔ جیلسیمیم اس لحاظ سے آرسینک سے مشابہ ہے۔

جن کو زیادہ دماغی کام کرنا پڑے اور ساتھ بوجھ اور دیگر پریشانیاں ہوں ان کو سردرد کی تکلیف ہو جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کو بھی یہ تکلیف تھی۔ آپ دو بیماریوں یعنی دو زرد چادروں میں ملبوس تھے۔ ایک جسم کے اوپر کے حصے میں اور ایک جسم کے نیچے کے حصے میں۔ یعنی دوران سر اور کثرت بول (پیشاب) اتنا زیادہ کہ رات کو کام کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ مشکل سے چند فقرے لکھتے تھے کہ بار بار اٹھ کر جانا پڑتا تھا۔ بعض دفعہ ساری ساری رات یہ سلسلہ جاری رہتا۔ بے حد دماغی بوجھ اور مسلسل ذہنی کام دونوں مل کر اندرونی اعصاب میں بے چینی پیدا کر دیتے ہیں جس سے گردوں میں حرکت ہوتی ہے اور میوکس ممبرین حساس ہو کر بار بار پیشاب کے ذریعے یہ بے چینی دور کرنا چاہتی ہے۔ ایک اور وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ اس سے بعض اوقات بلڈ پریشر بھی بڑھ جاتا ہے جس کو کم کرنے کے لئے جسم پیشاب زیادہ خارج کرتا ہے۔

اس پہلو سے جیلسیمیم اور آرسنک میں یہ فرق ہے کہ جیلسیمیم میں منہ خشک ہوتا ہے مگر پیاس نہیں لگتی۔ اور جیلسیمیم کی بے چینی اندرونی اعضاء پر عمل کرتی ہے مگر بظاہر پیاس محسوس نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض دفعہ جیلسیمیم کا مریض اپنی جگہ بڑا مطمئن ہوتا ہے۔ وہ اندرونی دباؤ جو اندرونی طور پر جسمانی عوارض پر اثر انداز ہو جائیں وہ جیلسیمیم کی علامت ہیں۔ جیلسیمیم میں بہت کھلا پیشاب آتا ہے جبکہ آرسنک میں کم آتا ہے۔ جیلسیمیم کے مریض کے بلڈ پریشر کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے شاید اس لئے کہ جسم میں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ ایک بار کھل کر پیشاب آ جائے تو آرام محسوس ہوتا ہے۔ آرسنک میں یہ بات نہیں۔ اس کی بے چینی سطح پر بھی ظاہر ہوتی ہے لیکن اس کا تعلق جسم میں پانی کے جمع ہونے سے نہیں ہوتا۔ اس میں تھوڑا تھوڑا پیشاب بار بار آتا ہے۔ اور دراصل دونوں دوائیں ذہنی اعصابی اثرات سے تعلق رکھتی ہیں جس سے گردے متاثر ہوتے ہیں۔

آرسینک او جیلسیمیم دونوں میں منہ خشک ہوتا ہے۔ آرسنک میں پیاس ہے مگر جیلسیمیم میں نہیں۔ آرسینک کا مریض گھونٹ گھونٹ پانی پیتا ہے مگر پیاس بجھتی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں فی الحقیقت وہ پیاس ہے ہی نہیں بلکہ ایک بے قراری کا اظہار ہے کہ شاید پانی سے تسکین مل جائے مگر نہیں ملتی۔ ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جب آرسینک کی بیماری بڑھ جائے تو پیاس کلیۃً غائب ہو جاتی ہے۔ اور بے چینی باقی رہتی ہے۔ اس صورت میں بے قراری میں ایک فرق پڑتا ہے۔ مریض سارے جسم کو حرکت دیتا ہے۔ بدن میں درد کی وجہ سے حرکت نہیں دیتا بلکہ صرف بے قراری سے حرکت دیتا ہے۔ جب طاقت کم ہو جائے بیماری بڑھ جائے تو بدن حرکت نہیں کرتا صرف سر کو دائیں بائیں حرکت دیتا ہے۔ اس وقت بالعموم پیاس غائب ہو جاتی ہے۔ اس لئے آرسینک میں پیاس کی علامت پر ضرورت سے زیادہ زور نہیں دینا چاہئے۔

آرسنک میں فاسفورس کی طرح گرمی سردی کے تعلق میں تضاد پایا جاتا ہے۔ آرسنک کا مریض سخت ٹھنڈا ہوتا ہے لیکن جسم کے لئے گرمی چاہتا ہے۔ سورائینم کے مریض کی طرح لپٹا رہتا ہے اور آگ کے قریب ہونا چاہتا ہے۔ مگر معدے اور سر کو ٹھنڈ سے آرام آتا ہے۔

آرسنک میں بیماری ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جاتی ہے۔ سردرد میں سر پر دباؤ سے ہی آرام آتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹھنڈ سے آرام آتا ہے۔ آرسینک میں دونوں علامتیں اکٹھی ہیں سردی سے آرام آتا ہو تو یہ آرسنک کی یقینی علامت ہے۔ اس کے علاوہ دوا اور علامتیں متلی اور سردرد بھی ہے۔ شدید متلی اور قے جو میگرین کی علامت ہے۔ اس میں آدھے سر یا پورے سر میں درد بھی ہو جاتا ہے۔ معین وقفے کے بعد بیماری کا دوہرایا جانا اس کی خاص علامت ہے۔ کسی کو میگرین ہو، سر کو ٹھنڈ سے آرام آئے اور سات یا چودہ دن کے معین وقفے سے دورہ ہو تو ایسا مریض آرسنک کا مریض ہے۔ اس میں بیماری کی Periodicity کو یاد رکھیں۔ اگر آرسینک کی بجائے کسی اور طریقے سے سردرد کو دبا دیا جائے تو یہ سردرد جوڑوں کے درد میں بدل جاتا ہے۔ جوڑوں کے درد کا علاج کریں تو سردرد واپس آ جاتا ہے۔ ایسے میں اگر آرسنک دیں تو مکمل شفا خدا تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہو جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا اس بات کو بڑی باریکی سے دیکھنا چاہئے۔ پھر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ عورتوں میں رحم کی تکالیف دماغی تکلیفوں میں بدل جاتی ہیں۔ توہمات بے چینی پاگل پن آرسینک کی علامت ہے۔ یہ اثرات پاگل پن میں بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ایسا مریض مذہبی رجحانات رکھتا ہے اس کے علاوہ اس میں خودکشی کا بھی رجحان ہوگا۔

خودکشی کے رجحان کے علاج کے لئے آرم میور (Aurum Mur.) ہائی پوٹینسی میں دینے سے بعض دفعہ ایک ہی خوراک سے آرام آ گیا۔ اگر خودکشی کا عمومی کیس ہو، علامتوں کا پتہ نہ لگے جیسا کہ عموماً ایسے مریض کی یہی کیفیت ہوتی ہے تو آرم میور اچھا علاج کرے گی یا کم از کم تھوڑا بہت اثر ضرور ہوگا۔ بالکل بے اثر نہیں ہوتی۔ اس کو روٹین کا علاج بنا لیں۔ ہزار یا اوپر کی اونچی طاقت سے فائدہ ہوتا ہے۔

آرسینک میں گنگرین کا رجحان ہے۔ بہت زیادہ اخراجات سخت بدبودار۔ بعض دفعہ اگر خون کے اخراجات کو سختی سے دبا کر بند کر دیا جائے تو اس کا اثر خطرناک ہوتا ہے۔ اس کا اثر دماغ پر اور گردوں پر ہوتا ہے۔ اس میں ضروری ہے کہ ان اخراجات کو دوبارہ جاری کیا جائے اور پھر آرسینک اہم دوا ہے۔

دوسری اہم دوا کالی آیوڈائیڈ ۲۰۰ اور تیسری اہم دوا آرسنک آیوڈائیڈ ۲۰۰ ہے۔

آرسینک کی دیگر علامتیں بے چینی اور بے قراری ہے۔ آرسینک اور سیکل کور (Ce Calc Cor) گہرے خون کے امراض میں مفید ہے۔ جبکہ کالے رنگ کا متعفن خون آنا شروع ہو۔

سیکل کور کو ایلوپیتھی میں ارگوٹین کہتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی عطائی ڈاکٹر نے رحم سے خون کو روکنے کے لئے ارگٹ دے دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رحم کا منہ سختی سے بند ہو گیا۔ پیدائش کا وقت ہو گیا۔ دردیں صحیح سمت میں اٹھ رہی تھیں۔ درد اتنا شدید تھا کہ ہلکی ہلکی چیخوں کی آوازیں دور سے آ رہی تھیں۔ اس عورت کا خاوند آیا کہ بیوی کی حالت خراب ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے اندازہ لگا لیا کہ اس کو کسی نے ارگٹ دی ہے۔ اس کو فوری طور پر کولوفائیلم ۲۰۰ کی ایک خوراک دی، پانچ دس منٹ میں نارمل ڈلیوری ہو گئی۔ کولوفائیلم رحم کے منہ کو کھولتا ہے۔ اگر نتیجہ خیز دردیں نہ ہوں، رحم کا منہ نہ کھلے، درد ٹانگوں میں جائے تو اس کے لئے کولوفائیلم مؤثر ہے۔ اس کی علامت ہے کہ مریض شدید گرمی محسوس کرتا ہے۔ تعفنات کی علامتیں۔ ایک بات نمایاں ہے کہ آرسینک کا مریض جسم کو ہر وقت ڈھانپے رکھتا ہے۔ آگ کی قربت چاہتا ہے۔ لیکن ارگٹ کا مریض شدید گرمی محسوس کرتا ہے۔ ان باتوں کی طرف دھیان کریں اسے دیکھ کر فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ کس دوا کی ضرورت ہے۔ تفریق کرنے والی علامتیں پہچانیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ گنگرین میں جہاں بعض دفعہ ڈاکٹروں کا ہاتھ کاٹنے کا قطعی حکم ہو گیا تھا، سری لنکا کا ایک مریض تھا جس کا ہاتھ مشین میں آ کر کچلا گیا تھا۔ کچلے جانے کی وجہ سے اسے گنگرین ہو گئی، انگوٹھا سیاہ ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے پہلے کہا کہ انگوٹھا کٹوا دو، اس نے انکار کر دیا۔ بیماری بڑھ گئی تو کہا کہ پورا بازو کٹوا دو ورنہ موت لازمی ہے۔ اس نے بار بار مجھے خطوط لکھے۔ اس کو آرسنک C.M. کی ایک خوراک دلوائی۔ ہفتہ دس دن کے بعد دوہرانے کے لئے کہا۔ اس نے لکھا درد تو ہے لیکن سیاہی رفتہ رفتہ سرخی میں بدل رہی ہے۔ چنانچہ بازو کٹوانا پڑا نہ انگوٹھا۔ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ آرسنک کام کرے گی تو فوراً اثر دکھائے گی۔ ورنہ آپریشن لازمی ہے تو کروا دیں لیکن ہومیو Try ضرور کریں۔

دوسری دوا اس سلسلے میں مددگار کے طور پر سلیشیا ہے۔ پھر میں نے آرسنک اور سلیشیا باری باری دینا شروع کیں لیکن گہرے ناسور کی صورت میں کالی آئیوڈائیڈ یا آرسنک استعمال کرائیں۔

آرسینک میں گرمی محسوس کرے تو گرمی سے ہی آرام آتا ہے۔ دباؤ محسوس کرے تو دباؤ ہی سے آرام آتا ہے۔ یہ اس کا اندرونی تضاد ہے۔

انتڑیوں کے امراض میں پیٹ پھولا ہوا ہو، سخت بدبودار اخراجات ہوں، موت کا خوف ہو، مریض گھونٹ گھونٹ پانی پئے تو فوراً آرسنک کی طرف متوجہ ہوں۔

آرسینک کی ایک علامت ہائیو سمیس (Hyoscyamus) سے ملتی ہے۔ یہ دوا ٹائیفائیڈ اور جنون کی علامتوں میں مؤثر ہے۔ نوجوان لڑکیوں میں یہ بیماری پیدا ہونے سے خوفناک قسم کا ہسٹیریا پیدا ہوتا ہے۔ اس کی دو تین علامتیں نمایاں ہیں۔ مریض اپنے کپڑوں اور بدن کو چھتا ہے۔ ہائیو سمیس کی یہ علامت آرسینک میں بھی پائی جاتی ہے۔ آرسینک میں جب پائی جائے تو شہوانی باتیں نہیں آتیں بلکہ پاکباز بچی جب ایسی باتیں کرنے لگے تو ماں باپ سخت پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ طبیعت کا گند نہیں بلکہ متعلقہ اعضاء کی سوزش کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے جو دماغ کی طرف منتقل ہو کر ویسے خیالات پیدا کر دیتی ہے۔ یہ ہائیوسمیس کی علامت ہے۔ آرسنک میں نفسانی خواہشات کی کوئی علامت نہیں ہوتی جبکہ ہائیو سمیس میں نفسانی علامات ہیں۔ مریض گندے الفاظ بولے گا۔ عورتوں میں ایسی علامات زیادہ پائی جاتی ہیں۔ جہاں تک وقت کا تعلق ہے بارہ بجے کے بعد ایک دو بجے دن اور رات کو زیادہ ہوتی ہے۔ اندھیرے میں یہ مرض بڑھتی ہے۔ اندھیرے سے خوف محسوس ہونے

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

۱۷ اگست ـــ مباہلہ کا ایک عظیم نشان

(رشید احمد چوہدری)

احمدیت کی صداقت کی تائید میں دور حاضر میں ظاہر ہونے والے لاتعداد نشانات میں سے ایک عظیم نشان پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق کی عبرتناک موت بھی ہے۔ یہ وہ بدنصیب شخص ہے جس کو اس کی زندگی میں معاند احمدیت ملاؤں نے اسلام کے عظیم سپوت کے طور پر پیش کیا اور خود اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے نام پر اسلام کی بنیادی تعلیمات پر تبر چلایا۔ اس بدقسمت جرنیل نے وہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا جس کے رو سے احمدی مسلمانوں کو اپنی مساجد کو مساجد کہنے سے روک دیا گیا۔ ان پر پابندی لگائی گئی کہ وہ اذان نہیں دے سکتے۔ یعنی یہ اقرار نہیں کر سکتے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ شہادت نہیں دے سکتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں۔ اسی کے دور حکومت میں احمدیوں کے سینوں سے کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے بیج نوچے گئے، احمدی مساجد پر لکھے ہوئے کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات پر سرکاری کارندوں نے سیاہیاں پھیریں۔ سینکڑوں احمدیوں پر ان "جرائم" میں کہ وہ خدائے واحد و یگانہ کی توحید کے اقراری تھے اور محمدؐ رسول اللہ کی رسالت کی شہادت دیتے تھے یا ان کے پاس قرآنی آیات کے قطعات تھے، وہ نمازیں پڑھتے تھے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے تھے، مقدمات قائم کئے گئے، جیلوں میں ڈالا گیا، ان پر تشدد کیا گیا اور طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے یہاں تک کہ متعدد احمدیوں کو شہید کیا گیا۔ یہی وہ انتہائی بدنصیب جرنیل تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس موعود مہدی کے لئے "علیہ السلام" کے الفاظ استعمال کرنے کو بھیانک جرم قرار دیا، جس کے متعلق آپؐ نے فرمایا تھا کہ تم اسے پاؤ تو میرا اسلام پہنچانا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ شخص خود سلامتی سے محروم ہو گیا اور غلام مسیح الزماں حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی تیغ دعا کا نشان بن کر اپنی دردناک موت سے ہمیشہ کے لئے اولی الابصار کے لئے عبرت کا ایک نشان بن گیا۔ اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ ضیاء الحق کی سرپرستی میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف جو نہایت دلآزار جھوٹ اور افتراء پر مشتمل شرانگیز مہم شروع کی گئی ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو جنرل ضیاء الحق اور اس کے ہمنواؤں کو دعوت مباہلہ دی اور فرمایا کہ اسے قبول کرو اور پھر دیکھو کہ خدا کس کی دعاؤں کو قبول فرما کر اسے کامیابی اور ترقی عطا فرماتا ہے اور کون خدا تعالیٰ کی لعنتوں کا مورد بن کر عبرت کا نشان بنتا ہے۔

چنانچہ مباہلہ پمفلٹ جو ۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو جاری ہوا اس میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جب سے حکومت پاکستان نے جماعت احمدیہ کا یہ بنیادی مذہبی اور انسانی حق غصب کیا ہے کہ وہ اپنے دعاوی اور ایمان کے مطابق اسلام کو اپنا مذہب قرار دے اس وقت سے حکومت پاکستان کی سرپرستی میں مسلسل جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت جھوٹے اور شرانگیز پروپیگنڈہ کی ایک عالمگیر مہم جاری ہے .... کذب و افتراء کی اس نہایت شرانگیز عالمی مہم میں صدر پاکستان جناب محمد ضیاء الحق صاحب کا ہاتھ بٹانے میں علماء کے مختلف مخصوص طبقات نمایاں طور پر پیش پیش ہیں۔

(پمفلٹ مباہلہ صفحہ ۱، ۲)

اس سے ظاہر ہے کہ مباہلہ کے اولین مخاطب صدر پاکستان ضیاء الحق صاحب تھے جن کی شہ پر پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر مظالم توڑے جا رہے تھے۔ اور یہ دعاوی کئے جا رہے تھے کہ نہ صرف پاکستان سے بلکہ دنیا بھر سے احمدیت کی صف کو لپیٹ دیا جائے گا۔ چنانچہ جب مباہلہ پمفلٹ تمام آئمہ تکفیر کو بھجوایا جانے لگا تو سب سے پہلے بذریعہ رجسٹری ڈاک جنرل ضیاء الحق صاحب کو بھجوایا گیا۔ پھر انہی دنوں جب اخبارات میں مباہلہ کی خبر بھجوائی گئی تو لندن کے اخبار ملت کے ایڈیٹر تاج جاوید صاحب نے خاکسار کو فون کیا اور کہا کہ میں اگلی صبح کے اخبار میں شہ سرخی لگا رہا ہوں کہ جن لوگوں کو مباہلہ بھجوایا جا رہا ہے ان میں سرفہرست صدر پاکستان جناب ضیاء الحق صاحب ہیں اگر آپ کو اس میں تردد ہے تو ابھی بتا دیجئے۔ یہ آٹھ جولائی کا دن تھا اور نماز مغرب میں کوئی دس پندرہ منٹ باقی ہونگے۔ میں نے ایڈیٹر صاحب کو کہا کہ میں کوئی پندرہ بیس منٹ بعد آپ کو فون کرتا ہوں۔ چنانچہ جب حضور نماز کے لئے مسجد تشریف لائے تو میں نے رستے میں ہی حضور سے دریافت کیا۔ حضور نے چلتے چلتے ہی میری طرف دیکھا اور فرمایا بے شک سرخی لگائیں مباہلے کے اولین مخاطب صدر صاحب ہی ہیں اور پھر وہ بھی جو ان کے اس سلسلہ میں معاون ہیں۔ چنانچہ ایڈیٹر صاحب کو مطلع کر دیا اور اگلے دن یعنی ۹، ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء کے اخبار کی سرخی یوں تھی:

"مرزا طاہر احمد نے جنرل ضیاء، شریعت کورٹ کے ججوں اور تمام علماء کو مباہلہ کا چیلنج کر دیا"

"یہ مباہلہ تحریری ہوگا۔ ایک سال کے اندر دنیا دیکھ لے گی کہ سچا کون ہے"

(ملت ۹، ۱۰ جولائی ۱۹۸۸ء)

جنرل ضیاء الحق نے اپنی انانیت میں اس چیلنج کو درخور اعتنانہ سمجھا اور احمدی مسلمانوں پر ظلم و ستم میں دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ اس پر امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ میں اسے تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جماعت احمدیہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ولی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ تمہارے نام و نشان مٹا دئے جائیں گے اور تمہیں دنیا ہمیشہ ذلت اور رسوائی سے یاد کرے گی"۔

اور پھر ۱۲ اگست ۱۹۸۸ء کے خطبہ جمعہ میں بڑے واشگاف لفظوں میں فرمایا:

"اگر آپ اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے اور ظلم و ستم کی یہ راہ نہ چھوڑی تو جہاں تک میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ کی تقدیر اسے مباہلہ کا چیلنج قبول کرنے کے مترادف بنائے گی اور آپ سزا سے بچ نہیں سکیں گے"۔

اس پر ابھی ایک ہفتہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ ۱۷ اگست کو ضیاء الحق خدا کی قہری تجلی کا نشانہ بنا۔ بہاولپور کے علاقہ میں ضیاء الحق کا جہاز ہوا میں پھٹتا ہے اور پھٹنے سے پہلے وہ زمین پر اتر کر پھر اچھلتا ہے اور پھر ہوا میں پھٹ جاتا ہے جس سے جنرل ضیاء الحق کی لاش پارہ پارہ ہو کر آگ میں جل کر خاکستر ہو گئی اور اس کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔

حال ہی میں نسیم خان صاحب کا ایک مضمون اخبار انٹرنیشنل نیوز کی ۲۰ اگست ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا ہے، جو حادثہ کے بعد سب سے پہلے وہاں پہنچنے والوں میں شامل تھے۔ اس مضمون میں انہوں نے عینی شاہد کے طور پر بعض اہم باتیں بیان کی ہیں جن کا اردو میں مفہوم قارئین الفضل کے علم میں اضافہ اور ریکارڈ کی غرض سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:۔

"ہر سال ماہ اگست میں مجھے اس دن کی یاد آتی ہے جب میں ضیاء الحق کے ساتھ بہاولپور سے تامی والی رینج میں ہیلی کاپٹر پر گیا تھا۔ تامی والی بہاولپور کے اس علاقہ میں واقع ہے جو صحرا ہے۔ میں اس وقت وی آئی پی پائلٹ کے طور پر کام کر رہا تھا۔ اس پوسٹ پر میں ۱۹۸۴ء سے متعین تھا۔ اس سے پہلے میں پوما PUMA ہیلی کاپٹر پر ایک اور ساتھی کے ساتھ فرانس میں ٹریننگ مکمل کر چکا تھا۔

یہ ہیلی کاپٹر سب سے پہلے ذوالفقار علی بھٹو کے حکم پر ہماری حکومت نے وزیر اعظم پاکستان کے خصوصی استعمال کے لئے خریدا تھا اور خرید کر اسے فوج کے حوالے کر دیا گیا تھا تا کہ وہ اس کو چلانے کی ذمہ داری لے لیں اور اس کی دیکھ بھال کر سکیں۔ ان دنوں وزیر اعظم کو ملک کے دور دراز حصوں میں دورہ پر جانا پڑتا تھا۔ ان کے بعد ضیاء الحق صاحب نے بھی اپنے دوروں کے لئے ہیلی کاپٹر کا اکثر استعمال کیا۔ ہمیں ان کے پروگرام کے بارے میں پہلے مطلع کر دیا جاتا تھا جس پر ہم اپنا ڈیوٹی چارٹ مرتب کر لیتے تھے۔

۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو ہمیں حکم موصول ہوا کہ صبح آٹھ بجے بہاولپور ائرپورٹ پر تین ہیلی کاپٹر مہیا کئے جائیں۔ ان کے ذریعہ جنرل ضیاء الحق اور اس کی پارٹی کو بہاولپور سے تامی والی پہنچانا مقصود تھا جہاں صدر صاحب کو ایک امریکن ٹینک کا معائنہ کرنا تھا۔ اس مہم پر جانے کے لئے ہم ملتان ایک دن قبل پہنچ گئے تھے اور اگلے دن یعنی ۱۷ اگست کو پروگرام کے مطابق ہم بہاولپور کے لئے روانہ ہوئے۔

ملتان کے کور کمانڈر جنرل شمیم عالم بھی میرے ساتھ اسی وی آئی پی ہیلی کاپٹر میں تھے۔ بہاولپور ائرپورٹ پر سیکورٹی کا اعلیٰ انتظام تھا۔ مختلف اضلاع سے پولیس بلائی گئی تھی اس کے علاوہ فوج نے بھی حسب دستور سیکورٹی کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ہمارے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد جنرل اسلم بیگ بھی اپنے طیارے میں بہاولپور پہنچ گئے۔ صدر صاحب کا طیارہ سی/۱۳۰ (C.130) مقررہ وقت سے تھوڑی تاخیر سے پہنچا۔ صدر صاحب طیارے سے اتر کر وی آئی پی لاؤنج میں پہنچے جہاں ان کا استقبال کیا گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ہیلی کاپٹر کی طرف تامی والی جانے کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت وہ انتہائی چاق و چوبند نظر آ رہے تھے۔ ان کے ہمراہ جنرل اختر عبدالرحمان خان، امریکی سفیر مسٹر رافیل اور امریکی ملٹری اتاشی بریگیڈئر واسم (Wassom) بھی تھے۔

ان کے علاوہ دیگر افراد جو میرے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے وہ جنرل اسلم بیگ، جنرل شمیم عالم اور صدر کے ملٹری سیکرٹری بریگیڈئر نجیب تھے۔ باقی لوگ دوسرے ہیلی کاپٹروں میں سوار ہو کر آئے۔ جونہی ہم بہاولپور ائرپورٹ سے روانہ ہوئے مطلع صاف تھا اور ہوا خوشگوار تھی۔ ہم سطح زمین سے ۱۰۰۰ فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہے تھے اور چونکہ موسم خوشگوار تھا ہم دور دور تک علاقہ کا معائنہ کر سکتے تھے۔ پانچ چھ کلومیٹر کے فاصلہ سے تامی والی میں قائم کردہ سٹیج کو بآسانی دیکھ سکتے تھے۔

ہیلی پیڈ پر اتر کر تمام مہمانوں کو سٹیج پر پہنچایا گیا جس کے بعد کاروائی شروع ہوئی۔ میں صدر صاحب کی پچھلی قطار میں بیٹھا ہوا تھا۔ میجر جنرل محمود درانی نے ٹینک کے متعلق اعداد و شمار وغیرہ حاضرین کو بتائے۔ صدر صاحب بڑے انہماک سے ان کا لیکچر سنتے رہے۔ ایک موقع پر جنرل درانی نے ٹینک کی صفات بیان کرتے ہوئے ایک نقطہ کی وضاحت کرتے ہوئے "۹۰ دن" کا استعمال کیا مگر ساتھ ہی صدر صاحب سے مذاقاً کہا کہ انہیں اپنے "۹۰ دن" پر محمول نہ کریں۔ اس پر حاضرین میں خوب قہقہہ پڑا۔

اس مشق کے بعد حاضرین کو قریب سے ٹینک دیکھنے کا موقعہ ملا۔ صدر ضیاء الحق بھی ٹینک پر چڑھ گئے اور اندر سے معائنہ کرنے لگے۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

Kenssy
Fried
Chicken

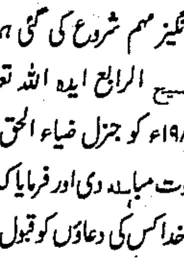

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

اسی دوران میں نے بریگیڈئر صدیق سالک سے چند منٹ کے لئے گفتگو کی۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں ٹینک کے بارہ میں بعض مزاحیہ جملے کہے۔ اس کے بعد میں جنرل اختر عبدالر حمان کی طرف چلا گیا۔ جنرل اختر عبدالر حمان کو میں اس وقت سے جانتا تھا جب وہ آزاد کشمیر میں کمانڈر تھے۔ ان دنوں ان کے ساتھ کئی دفعہ جہاز میں اکٹھے جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ اس وجہ سے میں جب بھی انہیں قریب پاتا ان کو ضرور ملتا تھا۔

..... اس دن وہ خلاف معمول سنجیدہ نظر آ رہے تھے۔ تامی والی نمائش دیکھنے کے بعد میرے ساتھ ہیلی کاپٹر میں وہی لوگ واپس آئے جن کو میں لے کر گیا تھا۔ سوائے اس کے کہ صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری بریگیڈئر نجیب کے اصرار پر جنرل افضال بھی ہمارے ساتھ چلے آئے۔ انہوں نے بار بار اس بات کا اظہار کیا کہ انہیں اپنے ہیلی کاپٹر میں ملتان جانا ہے تا کہ وہاں سے پی آئی اے کے ذریعہ اسلام آباد جا سکیں۔ مگر بریگیڈئر نجیب نے ان کی ایک نہ سنی۔ بہاولپور پہنچنے پر تمام لوگ صدر صاحب کے ہمراہ بہاولپور چھاؤنی کے آرمی میس (Mess) میں کھانے کے لئے چلے گئے جبکہ میں اور مرحوم کرنل صفدر جو پریذیڈنٹ ہاؤس میں متعین تھے وی آئی پی لاؤنج میں کھانے کے لئے چلے گئے۔

صدر صاحب کے طیارے کی اڑان کے وقت سے تقریباً دو گھنٹہ قبل سی/۱۳۰ طیارے کا پائلٹ گروپ کیپٹن مشہود وی آئی پی لاؤنج میں آیا۔ اس نے بتایا کہ سرگودھا میں موسم خراب ہو رہا ہے مگر چک لالہ راولپنڈی میں موسم ابھی تک صاف ہے۔ میں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر ممکن ہو تو صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری کو موسم سے باخبر کر کے وقت سے پہلے روانہ ہو جائیں۔ صدر ضیاء الحق ہمیشہ ایسے مواقع پر پروگرام سے زیادہ وقت لے لیتے تھے اور وہ کبھی بھی جلدی میں نہ ہوتے تھے۔ خرابی موسم یا شام کا دھندلکا ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کے لئے بہت زیادہ پریشان کن ہوتا ہے۔ مگر اس موقع پر صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری یا ڈیوٹی پر دیگر شاف چنداں فکر مند نہ تھا۔ اور پھر صدر صاحب کے موڈ اور ان کی مصروفیت کو دیکھ کر ہمارے لئے صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

اس دن صورت حال اچھی خاصی پریشان کن تھی۔ سی/۱۳۰ کا پائلٹ وی آئی پی لاؤنج میں برابر صدر کے ملٹری سیکرٹری سے رابطہ قائم کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔ آخر کار صدر صاحب تشریف لائے اور جانے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ صدر صاحب اپنے طیارے یا ہیلی کاپٹر میں دوسروں کو لفٹ دینے میں بہت فیاضی سے کام لیتے تھے اور وہ مہمانوں سے اکثر پوچھتے کہ کیا وہ ان کے ساتھ طیارے پر سفر کے لئے آنا چاہتے ہیں؟

اس دن یعنی ۱۷ اگست کو بھی ایسا ہی ہوا جب وہ اپنے طیارے سی/۱۳۰ میں سوار ہونے لگے تو انہوں نے امریکی سفیر سے کہا کہ وہ بھی ساتھ آ جائیں۔ امریکن سفیر کا اپنا طیارہ ملتان ائرپورٹ پر کھڑا تھا جس پر انہوں نے اسلام آباد جانا تھا۔ مگر صدر صاحب کے کہنے پر وہ بھی سوار ہو گئے۔ بریگیڈئر واسم ان کے سامنے کھڑے تھے اسے بھی صدر صاحب نے ساتھ چلنے کو کہا۔ وہ تھوڑا ہچکچائے مگر پھر طیارے میں سوار ہو گئے۔ صدر صاحب نے جنرل اسلم بیگ کو بھی ساتھ چلنے کو کہا مگر انہوں نے کچھ جواب دیا جو میں نہ سن سکا۔ وہ اپنے فوجی طیارے میں آئے تھے اس لئے انہوں نے ہجوم کے ساتھ جانے کی بجائے اپنے طیارے میں جانے کو ترجیح دی۔ جنرل افضال جو تامی والی سے ساتھ آئے تھے وہ بھی صدر صاحب کے طیارے میں سوار ہو گئے۔

جب سب لوگ طیارے میں سوار ہو گئے، دروازے بند ہو گئے، انجن سٹارٹ کیا گیا اور طیارے کے پنکھے حرکت میں آ گئے اس کے بعد پائلٹ نے طیارے کو گھمایا اور رن وے کی سیدھ میں کھڑا کیا۔ یہ سب کچھ چند ہی لمحوں میں ہو گیا۔ اور اگلے لمحہ صدر صاحب کا طیارہ رن وے پر دوڑ رہا تھا۔ اس کے بعد جنرل اسلم بیگ کا طیارہ بھی رن وے پر دوڑا اور ہوا میں اڑنے لگا۔

ابھی میں نے اپنے ہیلی کاپٹر کو سٹارٹ کیا ہی تھا کہ ائر ٹریفک کنٹرولر نے مجھے ریڈیو وائرلیس پر بتایا کہ اس کا وی وی آئی پی طیارے کے ساتھ رابطہ منقطع ہو گیا ہے۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کروں۔ چنانچہ میں نے اپنے ہیلی کاپٹر کے ریڈیو کے ذریعہ رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر دوسری طرف سے مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ اگلے لمحہ میں ہی بہاولپور ائر ٹریفک کنٹرولر نے بتایا کہ دریائے ستلج کے قریب ایک طیارہ تباہ ہو گیا ہے اور مجھ سے درخواست کی کہ میں جلد جائے حادثہ پر پہنچوں۔ جونہی میرا ہیلی کاپٹر دیگر ہیلی کاپٹروں کے ساتھ ہوا میں بلند ہوا ہمیں ستلج کے اس پار زمین پر سیاہ دھوئیں کے بادل دکھائی دئے۔ ہم اس تباہ شدہ ڈھانچے سے کچھ فاصلہ پر زمین پر اترے۔ جنرل شمیم عالم بھی میرے ساتھ تھے جنہوں نے ملتان جانا تھا۔ ہم نے جو نظارہ دیکھا وہ کبھی ذہن سے محو نہیں کیا جا سکتا۔ جائے حادثہ پر سی/۱۳۰ طیارے کا تمام ڈھانچہ ایک ڈھیر کی مانند پڑا تھا اور تمام ڈھانچے کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طیارہ فضا میں بلندی سے عموداً نیچے گرا ہے۔ آگ کے شعلوں کی وجہ سے ہم زیادہ نزدیک نہ جا سکے۔ مگر طیارے کے ڈھانچے سے کافی دور میں نے زمین پر بریگیڈئر واسم کی سبز رنگ کی گولف کیپ اور جنرل اختر عبدالر حمان کی یونیفارم کیپ پڑی دیکھی۔ میں نے انسانی گوشت کے چند ٹکڑے بھی ادھر ادھر بکھرے دیکھے۔ یہ بہت ڈراؤنا اور غمگین کرنے والا منظر تھا۔ ہم نے چند لوگوں کو جائے حادثہ کی طرف بھاگتے دیکھا۔

جنرل شمیم عالم نے مجھے کہا کہ فوری طور پر جنرل اسلم بیگ کو حادثے کی اطلاع دو۔ وہ فوراً جائے حادثہ کی طرف پلٹے اور اپنے طیارے سے ہی حادثہ کی تفصیلات دریافت کیں۔ ہم نے انہیں بتایا کہ وی وی آئی پی طیارہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور کوئی شخص زندہ نہیں بچا۔ جنرل اسلم بیگ نے اپنے طیارے ہی سے ہمیں ہدایات دیں اور خود اسلام آباد چلے گئے۔ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کا یہ تاریخی دن تھا جب پاکستان کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا"۔

اس عظیم الشان خدائی نشان کے واضح طور پر پورے ہونے کی وجہ سے کئی سعادت مند لوگ اس ایمان افروز اور عبرت ناک نشان کو دیکھ کر حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی ایک نظم میں فرمایا تھا۔

ہمیں مٹانے کا زعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑا دے گا خاک ان کی کرے گا رسوائے عام کتنا

عجیب تصرف الٰہی ہے کہ حادثہ بگولوں کی جگہ ہی ہوا اور واقعتہً جو اس کی خاک اڑی ہے وہ بگولوں کی صورت میں عین لفظاً لفظاً خدا نے اسے پورا فرما دیا۔ یہ بڑا عظیم نشان ہے۔

بقیہ :۔ مجھ پر کیا گذری ؟

یہ باتیں میں سوچتی تو تھی لیکن ایسی خواتین کو سمجھانے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔ اس خوف سے کہ جوان پر گزری ہے وہ مجھ پر تو نہیں گزری۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ اگر کبھی ایسا وقت مجھ پر آ جائے تو میں ان سے بڑھ کر اپنے مولا کی شکوے کرنے والی بن جاؤں۔ یقیناً یہ تمام احساسات خدا ہی کے پیدا کردہ تھے جو مجھے ایک عظیم اعزاز کو سنبھالنے کا اہل بنانے کے لئے تیار کر رہا تھا۔ ورنہ اپنے پورے گھرانے میں میری سگی بہنوں سمیت یہ سوچ کسی کی نہیں تھی۔ میں ان باتوں کا ذکر بھی کسی سے نہیں کر سکتی تھی کہ نہ جانے سننے والے میری ان باتوں سے میرے متعلق کیا سوچیں۔

بابر کی شہادت کے چند دن بعد ایک ملنے والی غیر از جماعت خاتون تشریف لائیں اور ایک اور بیوہ کے حالات بڑے دکھ سے بیان کرتے ہوئے کہنے لگیں "بس سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں اوپر خدا تو نیچے خاوند" میں نے فوراً اعتماد کے ساتھ کہا "ہمارا مذہب تو سکھاتا ہے کہ اوپر بھی خدا نیچے بھی خدا۔ کیا دنیا کے کام خدا کو کرنے کا اختیار نہیں۔ آپ کیوں سوچتی ہیں کہ اس سے ملاقات اوپر ہی ہوگی۔ وہ تو یہاں بھی موجود ہے اور خیر الوارثین ہے"۔

میری توقع کے مطابق وہ خاتون برا منا گئیں۔ نہ صرف وہ بلکہ میری ایک عزیزہ بھی جو وہاں موجود تھیں انہیں بھی میری بات عجیب لگی۔ میری عزیزہ (جو بیوہ ہیں) کہنے لگیں میرا خاوند تو میرا مجازی خدا تھا۔ میں تو اس کے بعد ختم ہو گئی ہوں۔ اور بس اب موت کا انتظار ہے۔

مجبوراً میں نے یہ سوچ کر بات ختم کر دی کہ میں ان کے جذبات کو تکلیف دے رہی ہوں۔ اگر میں صحیح ہوں تو انہیں خود ہی یقین آ جائے گا۔

ایک اور بات جو ان دنوں تکلیف دیتی تھی یہ تھی کہ اکثر خواتین کسی نہ کسی رنگ میں یہ کہتی تھیں کہ بے چارے بابر پر یہ ظلم کیوں ہوا؟ اسے کس گناہ کی سزا ملی؟ وہ تو نہایت نیک انسان تھا، کاش یہ نہ ہوتا اور یوں ہو جاتا۔ حتیٰ کہ میری ایک بہن نے کہا کاش بابر بھائی کو ہارٹ اٹیک ہو جاتا اور وہ یوں ختم ہوتے تو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔

میں نے اسے کہا کہ تم یوں نہ کہو اگر بابر کسی بھی اور طریقہ سے فوت ہوتے تو مجھے صبر نہ آتا۔ میرے تو صبر کا ذریعہ ہی ان کی شہادت ہے۔ موت نے تو آنا ہی تھا۔ اگر ان کی عمر ختم ہو گئی تھی تو اس سے بہتر موت کا طریقہ اور کیا ہو سکتا تھا۔ اس پر کسی نے کہا کیا پتہ شہادت ہے بھی یا نہیں؟

لیکن میرا دل گواہی دیتا تھا کہ یہ سکون شہید کے خاندان کو ہی نصیب ہو سکتا ہے۔ بابر کی جان بہر حال کسی بڑے مقصد کے لئے لی گئی ہے۔ زندگی میں بابر کا کوئی مقصد ایمان سے عاری نہیں تھا۔ اس لئے یہ شہادت ہے۔

بابر غیر معمولی خوبیوں کے حامل نیک دل انسان تھے۔ خدا نے اسی لئے انہیں غیر معمولی موت بھی عطا کی ہے۔ اخبارات میں مضامین کا طویل سلسلہ شروع ہوا تو لوگ حیران رہ گئے اور اکثر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے ٹھیک کہا تھا اب تو بابر کی شہادت ہمارا فخر بن گئی ہے۔ وہ اتنا غیر معمولی انسان تھا کہ اتنے قریب رہتے ہوئے بھی ہمیں احساس نہ ہوا کہ کس قدر خوبیوں کا مالک تھا۔

میری بیٹی ریما اپنے والد کی طرح بے حد ذہین اور پڑھائی کی شوقین ہے۔ شام کو دونوں باپ بیٹی مل کر پڑھائی کے متعلق ہلکی پھلکی باتیں کرتے۔ ریما اکثر وہ سوالات اور الفاظ جن کو وہ جانتی تھی توڑ مروڑ کر اپنی دانست میں اپنے باپ کی ذہانت کا امتحان لیتی تھی۔ ہم اس کی اس بات سے بہت لطف اندوز ہوتے تھے۔ اس کی ذہانت دیکھ کر میں سوچتی تھی کہ یہ ماشاء اللہ اتنی ذہین ہے اور اوپر سے باپ بھی ایسا لائق!! تو نہ جانے علم کی کن بلندیوں تک پہنچے گی۔ بعد میں ایک دن مجھے اسی دکھ کا احساس ہوا تو میرے مولا نے مجھے ساتھ ہی سمجھا دیا کہ حصول علم میں تو بابر نے بھی کسی کا سہارا نہیں لیا تھا۔ محض خدا تعالیٰ کا فضل، ذاتی محنت اور بزرگوں کی دعاؤں سے وہ علم کی ہر منزل امتیاز کے ساتھ طے کرتے گئے۔ تو جس خدا نے ان کی رہنمائی کی وہ ہی ان بچوں کی بھی کرے گا۔ اللہ کی شان ہے کہ ان کی وفات کے چند دن بعد ریما نے پہلی ٹرم میں اول پوزیشن لی۔ کچھ ماہ بعد دوسرے ٹرم میں بھی پہلی پوزیشن لی اور سالانہ امتحان میں بھی اس نے ٹاپ کیا۔ جو اب تک اس کے پچھلے نتائج میں سے بہترین نتیجہ تھا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ رب العالمین۔

میں نے اپنے بچوں کو ایک دن کہا تھا کہ دیکھو جب اللہ میاں نے کسی کو بڑا بنانا ہوتا ہے تو اس کی ساری ذمہ داریاں خود لے لیتا ہے۔ اور جن بچوں کے باپ نہ رہیں وہ تو اللہ کو خاص پیارے لگتے ہیں۔ دیکھو جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے ان کے ابو بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ میری بیٹی ریما فوراً بولی ہاں مجھے پتہ ہے ان کی تو امی بھی ان کے بچپن ہی میں فوت ہو گئی تھیں۔

میں اس رب کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے میرے خاوند کو شہادت کا عظیم منصب عطا فرمایا۔ جس نے انکی شہادت کے بعد میری ہر بات کا مان رکھا۔ ایسے حالات پیدا کر دئے کہ مجھے یونیورسٹی کے اس گھر میں رہائش رکھنے کا اختیار مل گیا جہاں سے کہیں اور جانے کو میرا دل نہیں چاہتا تھا۔ روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے کاموں سے لے کر وہ کام بھی جو بابر صاحب کی زندگی میں لگتا تھا کہ میں کبھی بھی نہیں کر سکوں گی اسی طرح انجام پاتے چلے گئے۔ گویا پہلے سے کسی نے انتظام کر رکھا ہو۔

یہ تو یقین تھا کہ یہ شہادت ہمارے لئے بے حد فضل لے کر آئے گی لیکن یہ نہیں پتہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے پیار کا دریا اس تیزی سے جاری ہو جائے گا۔ سال بھر ہونے کو آ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا یہ عالم ہے کہ ایک لمحے کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہوا کہ اب کیا ہو گا؟ فلاں کام کیسے ہو گا؟

میری شادی کے بعد دس سال بابر کے ساتھ گزرے تھے اور میں سوچتی تھی کہ اتنے سے عرصہ میں خدا تعالیٰ نے اتنی خوشیاں دے دی ہیں کہ باقی عمر شکر ہی میں گزر جائے تو بھی کافی نہ ہو۔ اب میں سوچتی ہوں کہ مجھ جیسی کمزور اور گناہ گار ہستی کو بھی اللہ کے پیار سے اتنا وافر حصہ مل سکتا ہے تو اس کے نیک بندے کس طرح اس کے عشق میں سرشار ہوتے ہونگے۔

مجھ سے پوچھا گیا ہے کہ آپ نے کیسے حوصلہ اور صبر کیا۔ میرے پاس سوائے بیان کردہ باتوں کے اور کوئی جواب نہیں۔ میری جرمن سہیلی نے بھی مجھ سے یہی سوال کیا: What keeps you going ? میں نے کہا اگر خدا پر میرا یقین نہ ہوتا تو میں تو اتنی کمزور ہوں کہ صرف اپنی ذات کے اعتماد سے میرے لئے زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا۔ اور اس طرح کے حالات میں صبر اور حوصلہ کسی اور ذریعہ سے حاصل ہونا ممکن بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی محبت کی دولت سے مجھے سدا سرشار رکھے اور زندگی کی ہر آن مجھے اپنی محبت کو جذب کرنے کا اہل بنائے رکھے۔ آمین۔ اللھم آمین یا رب العالمین۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

★★حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی گھریلو زندگی مثالی تھی اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ "بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے"۔ حضورؑ کے برادر نسبتی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ صاحب بیان کرتے ہیں کہ "میں نے اپنی ہوش میں کبھی حضور کو حضرت اماں جان سے ناراض نہیں دیکھا نہ سنا، بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک آئیڈیل جوڑے کی ہوتی ہے۔ بہت کم خاوند اپنی بیویوں کی دلداری کرتے ہیں جو حضور حضرت اماں جان کی فرمایا کرتے تھے"۔ حضرت اقدسؑ کے حسن سلوک اور خدمت خلق کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ محترم حافظ مظفر احمد صاحب کے مضمون میں کیا گیا ہے جو ماہنامہ "خالد" اگست ۱۹۹۵ء کی زینت ہے۔ حضورؑ فرماتے تھے کہ میرے پاس دعا کے لئے جو خط آتا ہے میں اسے پڑھ کر اس وقت تک ہاتھ سے نہیں رکھ دیتا جب تک دعا نہ کرلوں۔

★★اسی شمارے میں حضرت منشی اروڑے خان صاحبؓ کے بارے میں محترم مقصود منیب صاحب کا مضمون بھی شائع ہوا ہے۔ حضرت منشی صاحب ۱۸۳۶ء میں کپورتھلہ میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم مکتبوں میں حاصل کی۔ بچپن ہی سے چوب کاری کے کام پر لگ گئے۔ لیکن اسی دوران والد کی وفات ہوگئی تو آپ نے کچھ آمد پیدا کرنے کے لئے کچہری میں مذکوریا کا کام شروع کردیا۔ بعد ازاں آپ چپڑاسی اور پھر خواندہ چپڑاسی ہوئے اور پھر اہلمد مقرر ہوئے۔ جب حضرت اقدسؑ نے آپکا ذکر "ازالہ اوہام" میں فرمایا تو آپ نقشہ نویس تھے جس کے بعد "سررشتہ دار" مقرر ہوئے اور پھر اپنی دیانت، محنت اور لگن سے نائب تحصیلدار اور پھر تحصیلدار کے عہدے پر پہنچے۔ ۱۹۱۴ء میں بوقت پنشن آپؓ ریاست کپورتھلہ کی تحصیل بھنگوال میں تحصیلدار تھے۔ پنشن لے کر آپ قادیان آبسے اور پنشن میں سے ایک حصہ رکھ کر باقی خدمت سلسلہ میں پیش کردیتے۔ آپؓ بہت خوبصورت اور صحتمند تھے اور ملازمت کے زمانہ میں عمدہ لباس زیب تن فرماتے۔ قادیان آنے کے بعد آپکا لباس بہت سادہ ہوگیا۔ ۱۸۸۹ء میں آپؓ نے لدھیانہ پہنچ کر گیارھویں نمبر پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضورؑ نے آپؓ کے بارے میں لکھا "منشی صاحب محبت اور خلوص اور ارادت میں زندہ دل ہیں۔ سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلدی سمجھ جاتے ہیں۔ خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں بلکہ وہ تو دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہوجائے.. ...میں خیال کرتا ہوں کہ ان کو عاجز سے ایک نسبت عشق ہے۔" آپؓ کے پختہ ایمان کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک دفعہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت اقدسؑ کے خلاف تقریر کی تو حضرت منشی صاحبؓ کے دوست نے کہا اس کا جواب دیں اس پر کہنے لگے "میں نے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے وہ جھوٹے نہیں ہوسکتے"۔ آل انڈیا وائی ایم سی اے کے سیکرٹری مسٹر والٹر ۱۹۱۶ء میں قادیان آئے تو حضرت منشی صاحب نے انکے اس سوال کے جواب میں کہ آپ پر مرزا صاحب کی صداقت کی کس دلیل نے اثر کیا؟ جواباً فرمایا "میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں مگر مجھ پر جس بات نے زیادہ اثر کیا وہ حضرت صاحب کی ذات تھی . . . انہیں دیکھ کر کوئی شخص نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے، باقی میں تو اس کے منہ کا بھوکا تھا" یہ کہہ کر آپؓ حضرت صاحب کی یاد میں اس قدر بےچین ہوگئے کہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئے اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔

حضرت منشی صاحبؓ جب حضورؑ کی خدمت میں قادیان حاضر ہوتے تو نئے نئے راستوں سے آتے اور ہر دفعہ نیا تحفہ لے کر آتے۔ حضورؑ کے اکثر سفروں میں آپؓ ہمراہ ہوتے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کی وفات کے چند ماہ بعد منشی اروڑا خان صاحب آئے اور جیب سے دو تین پاؤنڈ نکال کر مجھے دیئے کہ یہ حضرت اماں جان کو دیدیں اور یہ کہتے ہوئے ان پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ وہ چیخیں مار مار کر رونے لگے جب کچھ صبر آیا تو کہنے لگے میں غریب آدمی تھا جب چھٹی ملتی تو قادیان آنے کے لئے چل پڑتا مگر سفر کا بہت سا حصہ پیدل طے کرتا تاکہ سلسلہ کی خدمت کے لئے کچھ پیسے بچ جائیں مگر پھر بھی روپیہ ڈیڑھ روپیہ خرچ ہوجاتا۔ یہاں آکر دیکھتا کہ امراء سلسلہ کی خدمت میں بڑا روپیہ خرچ کر رہے ہیں، میرے دل میں خیال آتا کہ کاش میں حضرت صاحب کی خدمت میں بجائے چاندی کے سونے کا تحفہ پیش کروں۔ آخر بچت کرنی شروع کی اور کرتے کرتے جب ایک پاؤنڈ کے برابر رقم ہوگئی تو میں نے پاؤنڈ لے لیا، پھر دوسرا لیا مگر جب میرے پاس کچھ پاؤنڈ جمع ہوگئے تو حضورؑ کی وفات ہوگئی"۔

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں حضرت منشی صاحب کی وفات ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نمازہ جنازہ پڑھائی اور نعش کو کندھا دیا اور آپؓ کی قبر حضرت اقدسؑ کی قبر کے نزدیک تیار کرنے کا ارشاد فرمایا جو آپؓ کی آخری آرام گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے۔

★★"ساحلوں کے اسرار" کے موضوع پر مکرم محمد نعمان صاحب کا دلچسپ مضمون بھی اسی شمارہ میں شامل ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ سندھ کے ساحلی علاقے نرم مٹی کے ہیں جبکہ بلوچستان کے ساحل پتھریلے ہیں۔ یہاں جھیلوں کی بھی بڑی تعداد ہے جن پر ہر سال سردیوں میں سائبیریا سے بھی خوبصورت پرندے آتے ہیں جو گرمیوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ ساحل سے کچھ فاصلہ پر بھنبور کا شہر ہے جہاں کئی تہذیبوں کے آثار ملتے ہیں۔ ایک خیال کے مطابق دیبل کا قلعہ جسے محمد بن قاسم نے تسخیر کرکے فتح سندھ کی بنیاد رکھی تھی یہیں واقع تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ۳۲۷ قبل مسیح سکندراعظم نے یونان واپس جاتے ہوئے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کیا تھا اور اسکے فوجیوں کی قبریں بھی ایک مقام پر موجود ہیں اور وہ جگہ "رومیوں کا قبرستان" کے طور پر مشہور ہے اسی طرح "گنز" نامی ایک گاؤں کے باشندے جو مقامی آبادی سے مختلف ہیں سکندر اعظم کے پیچھے رہ جانے والے فوجیوں کی نسل کہلاتے ہیں۔ ایک ساحلی قصبہ "بیلا" میں ایک عرب جرنیل ہارون کا مقبرہ ہے جو محمد بن قاسم کی آمد سے بہت پہلے مکران کا گورنر تھا۔ بلوچستان کے ساحلی پانی میں چمک ہے اور ساحل پر سنہری ریت پھیلی ہوئی ہے۔ یہ حسین علاقے دیکھنے کے قابل ہیں۔

★★اسی شمارے میں محترم سلطان احمد صاحب پیرکوٹی کے ایک تحقیقی مضمون کی قسط دوم بھی شائع ہوئی ہے جس میں جماعت احمدیہ کے دنیا بھر میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل کے اجراء اور تاریخ پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔ — — —

بقیہ مختصرات

جمعرات ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء

آج کے پروگرام "ملاقات" میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جرمنی کے جلسہ سالانہ کے تیسرے روز جو اختتامی خطاب فرمایا تھا وہ سنایا گیا۔ اس خطاب سے قبل حضور انور کی وہ پنجابی نظم خوش الحانی سے پڑھی گئی جو آپ نے مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ شہید کے بارہ میں کہی تھی۔

جمعۃ المبارک ۱۵ ستمبر ۱۹۹۵ء

جرمنی کے جلسہ سالانہ کے دوسرے روز یعنی ۹ ستمبر کو جرمنی میں ایک مجلس سوال وجواب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ منعقد ہوئی۔ یہ مجلس عرفان آج کے "ملاقات" پروگرام میں دکھائی گئی۔ سوالات یہ تھے۔

☆ قرآن کریم میں بعض جگہ یہ آیا ہے کہ اللہ نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ لیکن سورہ حٰم سجدہ میں جو بیان زمین و آسمان کی پیدائش کے متعلق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تخلیق ۸ دنوں میں مکمل ہوئی۔ یہ تضاد کیوں ہے؟

☆ ایک گزشتہ مجلس سوال وجواب کی مجلس میں حضور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ رشدی کا انجام خراب ہوگا۔ اس نے اپنے لئے غلط کیا لیکن سزا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے یعنی روز قیامت کو ہوگی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کی سزائیں تو معاشرہ کی اصلاح کے لئے ہیں تو کیوں اسے دنیا میں سزا نہ دی جائے؟

☆ عیسائی اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ مصلوب ہوئے اور خدا نے اپنے بیٹے کو آسمان پر اٹھالیا۔ اس کے چند سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا اور بائبل کے الفاظ قرآن کریم میں دہرائے کہ مسیحؑ مصلوب ہوئے۔ اس کی وضاحت؟

☆ اسلام میں شراب اور سؤر کے گوشت سے مکمل منع کیا گیا ہے اسی طرح شک والی چیز سے پرہیز کی ہدایت ہے۔ یہاں جرمنی میں ہوٹلوں میں انہی برتنوں میں شراب اور سؤر کا گوشت وغیرہ بھی ڈالا جاتا ہے۔ تو کیا ہوٹلوں میں ایسے برتنوں میں کھانا پینا جائز ہے؟

☆ احادیث کی کل تعداد کتنی ہے۔

☆ حدیث کی مشہور کتابیں بخاری و مسلم آنحضرتؐ کے تقریباً ڈیڑھ سو سال بعد مرتب ہوئیں۔ اور امام بخاریؒ کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ احادیث کی چھان بین کے سلسلہ میں آپؒ نے کئی ممالک کے سفر کئے اور صحابہؓ سے ان احادیث کی تصدیق کی۔ تو کیا آنحضرتؐ کی وفات کے اتنے عرصہ بعد بھی صحابہ موجود تھے؟

☆ حدیث ہے کہ "ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے" تو کیا اگر ایک شخص جو برے کام کرتا ہے لیکن ماں کی خدمت کرتا ہو تو کیا وہ جنت میں جائے گا؟

☆ پہرہ کی ڈیوٹی دینے والے لوگ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

☆ کیا سؤر کے چمڑہ کی جیکٹ پہننا جائز ہے؟

☆ مصر کے ایک اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب جو نوبل انعام یافتہ ہیں، مصر آرہے ہیں اور سینا میں فزکس کی سہ روزہ کانفرنس کی صدارت کریں گے۔ سوال ہے کہ انفرادی طور پر تو اسلامی حکومتیں ان کی عزت کرتی ہیں لیکن بحیثیت جماعت، جماعت احمدیہ کے متعلق ان کی رائے مختلف ہوتی ہے۔ حضور اس پر تبصرہ فرمائیں۔

☆ زیادہ گوشت کھانے سے انسان کے اعمال پر برا اثر پڑتا ہے، اسی طرح بعض ادویہ اور کیمیکل مواد کا بھی اثر ہوتا ہے۔ مثلاً خودکشی کا رجحان، شدید غصہ، قتل کرنا وغیرہ۔ اگر یہ برے اعمال مختلف وجوہات کے باعث ہی ہوتے ہیں تو پھر توبہ کا کیا جواز ہے؟

☆ امتحان اور ابتلاء کے مضمون میں کیا فرق ہے؟

☆ نظریاتی مملکت کی کیا تعریف ہوتی ہے۔ اور کیا پاکستان پر لاگو ہو سکتی ہے؟

☆ کیا حضرت مسیحؑ کے بعد خلافت قائم ہوئی تھی۔ اگر تو وہ پطرس والی خلافت تھی۔ اب سوال ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو ہجرت کے ۸۰ سال بعد فوت ہوئے تھے تو کیا نبی کی زندگی میں خلافت قائم ہو سکتی ہے؟

☆ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کی بار بار کی نافرمانیوں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میں اور میرا بھائی مومن ہیں اور باقی قوم باغی ہے۔ ان میں اور ہم میں فرق فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قوم صحراء میں بھٹکتی رہے گی۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ تو فلسطین پہنچ گئے اور یہ لوگ صحراء میں بھٹکتے رہے؟

☆ ہم ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ بائبل الہامی کتاب ہے۔ اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ یہ تبدیل ہوچکی ہے۔ لیکن ان کے باوجود اس میں آنحضرتؐ کی آمد کی پیش گوئی موجود ہے۔ پھر یہ کتاب تبدیل شدہ کیسے ہوئی؟

☆ احمدی لڑکوں کو جرمن لڑکوں کے ساتھ اکٹھے نہانے سے کیوں منع کیا جاتا ہے؟

☆ اگر کسی کو زندگی میں مسجد نبوی یا خانہ کعبہ میں جانے کا موقع ملے تو کیا وہاں کے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟

☆ اگر ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور ہمارے آگے کوئی زہریلی یا خطرناک چیز آجائے تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے۔

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں فرمایا ہے کہ "میں صرف حضرت عیسیٰ بن مریم کی ہی نہیں بلکہ ان کے حقیقی بہن بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں"۔ حضرت عیسیٰؑ تو بن باپ کے تھے، پھر باقی بہن بھائی ان کے حقیقی بہن بھائی کیسے ہوئے؟

☆ ایک غیر احمدی کا سوال کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص بینک میں رقم جمع کرواتا ہے تو جو سود وہ دیتا ہے اسے اس سود میں سے جو اسے ملتا ہے منفی کر دے۔ اسلام میں تو سود لینا اور دینا دونوں منع ہیں اور اسلام کی تعلیم تو ہر زمانہ کے لئے ہے پھر اس کا لینا دینا کیسے جائز ہوا؟

(ع - م - ر)

بقیہ ہومیو پیتھی کلاس (۳۹)

کے نتیجے میں مریض کسی کی موجودگی چاہتا ہے۔ لیکن اگر مرض بڑھ جائے تو لوگوں کی موجودگی بھی فائدہ نہیں دیتی۔ آرسنک میں بعض دفعہ ورمیں پیدا ہوتی ہیں۔ فاسفورس میں بھی سارے جسم پر ورمیں ہوتی ہیں۔ آنکھ کے اوپر ورم کالی کارب سے اور نیچے کی ایپس (Ap-is) سے مشابہ ہوتی ہے۔ جھریاں پڑ جاتی ہیں اور چہرہ عمر سے زیادہ بوڑھا دکھائی دیتا ہے۔ اس سے گردے وغیرہ کی تکالیف کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ بعض دفعہ مکمل فائدہ نہیں ہوتا۔ خصوصاً پراسٹیٹ گلینڈز یا گردوں یا مثانہ میں آرسنک کی علامات ظاہر ہوں اور وہ اکیلا فائدہ نہ دے تو فاسفورس اس کا اچھا مددگار ہے۔ دونوں دوائیں باری باری دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

یہ کمبی نیشن کینسر میں بھی مفید ہے۔ ایک ایسے کیس میں جس میں ڈاکٹروں نے ہفتہ دس دن تک موت کا اعلان کر دیا تھا اس سے مستقل فائدہ تو نہیں ہوا مگر ہفتہ دس دن تک ڈاکٹروں کی بات ٹل گئی اور مریض ایک سال تک ٹھیک رہا۔

ایسے امراض میں جن میں معین وقفے سے مرض واپس آئے آرسنک مفید ہے۔ اس میں چار دن، سات دن، اور چودہ دن کا عرصہ یاد رکھیں۔ ملیریا میں اس دوا سے بہت کم فائدہ اٹھایا گیا ہے۔ یہ ایک ہزار یا لاکھ کی طاقت میں دیں تو ملیریا کے خلاف مزاحمت پیدا کرتی ہے۔ ملیریا میں عموماً سارا جسم ٹھنڈا اور سر کی طرف گرمی محسوس ہوتی ہے۔

ملیریا میں احتیاطی طور پر آرنیکا سے بہتر اور کوئی دوا نہیں۔ ملیریا کا حملہ ہو جائے تو نیٹرم میور دی جائے۔ بخار ٹھیک ہو جائے تو آئندہ احتیاط کے لئے آرنیکا بہترین ہے۔

آرسینک سے اس کا تعلق اس لئے یاد آیا کہ آرسینک بھی ملیریا میں چوٹی کی دوا ہے۔ کتابوں میں ملیریا کے لئے چائنا (China) پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ مگر پاکستان میں چائنا سے مجھے کوئی خاص فائدہ نظر نہیں آیا۔ حتیٰ کہ میں نے یہ دینی ہی چھوڑ دی۔ آرسنک اس سے بہتر اثر کرتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ کینٹ نے بھی یہی تجربہ کیا۔ ملیریا کے Accute کیسز میں آرنیکا مفید ہے۔ ملیریا میں ایک اصول یہ چاہئے کہ چڑھتے بخار میں دوا نہ دیں۔ اترتے بخار میں دوا دینے کا وقت ہے۔ بیچ کے وقفے میں بے شک بار بار دیں۔ اس کے بعد اگر اگلا بخار یقینی طور پر نرم ہو تو تسلی رکھیں اور اس پر عمل کو دہرائیں۔ تین علامتیں ایسی ہیں کہ جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دوا نے اثر کیا یا نہیں۔

۱۔ بخار کا حملہ ہوا ہے مگر کم ہوا ہے۔

۲۔ بخار کا وقت بدل گیا ہے یعنی تاخیر سے ہوا ہے۔

۳۔ اگلا بخار نہیں آیا۔ صرف کمزوری کی لہر آئی ہے۔

اگر اثر نہ ہو تو سمجھیں مریض مر رہا ہے۔ اسے فوراً ایلوپیتھک کی طرف منتقل کر دیں اور اپنی شکست تسلیم کرنے میں نہ شرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا ہومیو پیتھی کی نئی نئی دوائیں نکل رہی ہیں مگر پروونگ کم ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ اعلان کیا تھا، اب پھر کر رہا ہوں کہ احمدی ڈاکٹر ہومیو ادویہ کی پروونگ کریں اور مجھے اس کے نتائج سے اطلاع دیں۔ پروونگ تمام قسم کے تجربات کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ ۱۰، ۱۵ مریضوں پر استعمال کرائیں۔ دو تین پوٹینسیاں متعلقہ دوا کی بنا لیں۔ صحت مند شخص کا ریکارڈ بنا لیں۔ اس کے مزاج کا اثر۔ ٹھنڈی ہوا کا کیا ہے؟، ٹھنڈے بھیگے موسم کا کیا ہے؟ غم سے کیا اثر ہوتا ہے؟ فکروں سے کیا اثر ہوتا ہے۔ پھر موسم کے تغیرات، حرکت سے، آرام سے کیا اثرات ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ لکھ لیں پھر اس پر پروونگ شروع کر دیں۔ جو محسوس ہو وہ لکھیں۔ مختلف موسموں میں انہیں مریضوں پر بار بار پروونگ کی جائے۔ گرمی سردی برسات وغیرہ میں۔ مختلف علاقوں میں، معتدل آب و ہوا وغیرہ ان سب کو اکٹھا کریں۔ جائزہ لیں کہ مرض کی اصل شکل کیا ہے۔ اس سے بنی نوع انسان کی بہت زیادہ خدمت کی جا سکتی ہے۔ مگر یہ کام ابھی تک تشنہ تکمیل ہے

حضور نے فرمایا وقف جدید میں جب میں نے اپنے معلمین پر پروونگ شروع کی تو خود پر بھی کیا کرتا تھا۔

حضور نے فرمایا یہ پروونگ بڑی ضروری بات ہے پروونگ شروع کریں۔ ہم یہاں ایک سنٹرل رجسٹر بنائیں گے مختلف علاقوں سے کروا کے دیکھیں گے۔ گرمی سردی کے اثرات دیکھیں۔ تجربے کر کے اور مختلف پوٹینسیوں میں دوائیں دے کر دیکھیں اور پھر مجھے خط لکھ کر نتائج سے آگاہ کریں۔

اعلان
برائے موصیان

ہر ایسی جائیداد جو آپ کی آمد سے خرید کی گئی ہے خواہ کسی اور کے نام سے ہو وہ جائیداد موصی کی شمار ہوگی البتہ ایسی جائیداد جو کسی موصی کے نام سے ہو اور موصی کی آمد سے خرید کردہ نہیں بلکہ بے نامی کی ہے اس بارہ میں موصی کا بیان دفتر وصیت میں ریکارڈ ہونا ضروری ہے تا بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

تمہاری ہر حرکت خدا کے لئے ہو جائے

"اگر تمہاری زندگی اور تمہاری موت اور تمہاری ہر ایک حرکت اور تمہاری نرمی اور گرمی محض خدا کے لئے ہو جائے گی اور ہر ایک تلخی اور مصیبت کے وقت تم خدا کا امتحان نہیں کرو گے اور تعلق کو نہیں توڑو گے بلکہ قدم آگے بڑھاؤ گے تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم خدا کی ایک خاص قوم ہو جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Programme Schedule for Transmission from London
29th September 1995 - 12th October 1995

Friday 29th September

12.30 Tilawat
12.40 Dars -ul-Hadith (Urdu)
12.45 Learning Languages with Huzur, Lesson 24, Part 1
1.10 MTA News
1.30 Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih
2.40 Nazm
2.50 Mulaqat with Huzur
3.50 Qaseedah
3.55 LIQAA MA'AL ARAB
4.55 M.T.A. Variety - Bait Bazee from Lajna Rabwah
5.50 Tomorrow's Programmes.

Saturday 30th September

12.30 Tilawat
1245 Dars-e-Hadith - English
1.00 M.T.A. Variety - Prog. from Germany
1.30 MTA News
2.00 "Children's Corner" - Mulaqat with Huzur
3.05 Nazm
3.15 Around the globe
3.45 Qaseedah.
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 "Bosnia Desk" - Bosnians with Huzur at Ba'it-ul Rasheed Hamburg - Germany 31.5.95 2nd part
5.50 Tomorrow's programmes

Sunday 1st October

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith
1.00 Eurofile: A letter From London, by: Ameer Jama'at UK
1.30 MTA Variety
1.00 MTA News
2.00 Mulaqat - Huzur meets English Speaking friends
3.05 "Children's Corner", Lets Learn Salat, with Ata-ul-Majeeb Rashid Sahib. Lesson
3.30 Nazam
3.40 Qaseedah
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 M.T.A Variety Seerat -e- Sahaba-e-Rassool (SAW)
5050 Tomorrow's Programme

Monday 2nd October

12.30 Tilawat
12.45 Dars-e-Malfoozat
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 24, Part 2
1.30 MTA News
2.00 Natural Cure- Homeopathy lesson
3.05 Nazm
3.10 Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30 "Around The Globe" A visit to Norway
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety Prog from Germany
5.50 Tomorrow's Programme

Tuesday 3rd October

12.30 Tilawat
12.45 Seerat-ul-Nabi (S.A.W) by Naseer Qamar Sahib
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 25 Part 1
1.30 MTA News
2.00 "Natural Cure" Homeopathy lesson
3.00 Nazm
3.05 Medical matters with Dr. Mujeebul Haq Khan sahib.
3.30 MTA Lifestyle: Cooking programme Al Maidah
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety- "Tech Talk"
5.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday 4th October

12.30 Tilawat
12.45 Dars-E-Hadith
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 25 Part 1
1.30 MTA News
2.00 "Quran Class" - Tarjumatul Quran
3.05 M.T.A. Lifestyle - Sewing Lesson
3.30 M.T.A. Variety
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety- "Tech Talk"
5.50 Tomorrow's Programmes

Thursday 5th October

12.30 Tilawat
12.45 Dars-E-Mulfoozat
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 25 Part 1
1.30 MTA News
2.00 Quran Class - Tarjumatul Quran
3.00 Medical matters with Dr. Mujeebul Haq Khan sahib.
3.30 Nazm
3.35 "Children Corner" - Yassarnal Quran No.3
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety- "Quiz Prog."
5.50 Tomorrow's Programmes and Nazm

Friday 6th October

12.30 Tilawat
12.40 Dars -ul-Hadith (Urdu)
12.45 Learning Languages with Huzur, Lesson 24, Part 1
1.10 MTA News
1.30 Friday Sermon by Hazrat Khalifa-tul-Massih
2.40 Nazm
2.50 Mulaqat with Huzur
3.50 Qaseedah
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
4.55 M.T.A. Variety
5.50 Tomorrow's Programmes and Nazm.

Saturday 7th October

12.30 Tilawat
1245 Dars-e-Hadith - English
1.00 M.T.A. Variety - Prog. from Germany
1.30 MTA News
2.00 "Children's Corner" - Mulaqat with Huzur
3.00 Nazm
3.10 Around the globe - Around the world Italy
3.40 Qaseedah.
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 "Bosnia Desk" - Q/A/with Albanians 1995 1st Part.
5.50 Tomorrow's programmes

Sunday 8th October

11.30 Tilawat
11.45 Dars-ul-Hadith
1.00 Eurofile: A letter From London, by: Ameer Jama'at UK
1.30 MTA Variety
1.00 MTA News
2.00 Mulaqat - Huzur meets English Speaking friends
3.05 "Children's Corner", Lets Learn Salat, with Ata-ul-Majeeb Rashid Sahib. Lesson
3.30 Nazam
3.40 Qaseedah
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 M.T.A. Variety Seerat -e- Sahaba-e-Rassool (SAW)
5050 Tomorrow's Programme

Monday 9th October

12.30 Tilawat
12.45 Dars-e-Malfoozat
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 27, Part 1
1.30 MTA News
2.00 Natural Cure- Homeopathy lesson
3.05 Nazm
3.10 Dil bar mera yehi hai, By: Ch. Hadi Ali Sahib
3.30 "Around The Globe" A visit to Norway
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety Prog from Germany
5.50 Tomorrow's Programme

Tuesday 10th October

12.30 Tilawat
12.45 Seerat-ul-Nabi (S.A.W) by Naseer Qamar Sahib
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 27 Part 2
1.30 MTA News
2.00 "Natural Cure" Homeopathy lesson
3.00 Nazm
3.05 Medical matters with Dr. Mujeebul Haq Khan sahib.
3.30 MTA Lifestyle: Cooking programme Al Maidah
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety- "Meet Our Friends
5.50 Tomorrow's Programmes

Wednesday 11th October

12.30 Tilawat
12.45 Dars-E-Hadith
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 28 Part 1
1.30 MTA News
2.00 "Quran Class" - Tarjumatul Quran
3.05 M.T.A. Lifestyle - Sewing Lesson
3.30 M.T.A. Variety - Highlights Of Khudam-ul Ahmadiyya Ijtema Faisal Abad
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety- Hijri Shamsi Calendar "Ikha"
5.50 Tomorrow's Programmes

Thursday 12th October

12.30 Tilawat
12.45 Dars-E-Mulfoozat
1.00 Learning Languages with Huzur, Lesson 28 Part 2
1.30 MTA News
2.00 Quran Class - Tarjumatul Quran
3.00 Medical matters with Dr. Mujeebul Haq Khan sahib.
3.30 Nazm
3.35 "Children Corner" - Yassarnal Quran No.4
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
5.00 Qaseeda
5.10 M.T.A. Variety- "Quiz Prog." Nusrat Academmy
5.50 Tomorrow's Programmes and Nazm

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome viewers' comments about the quality of translation of the programmes. "Learning languages with Hazoor". Programmes or their timings may change without prior notice.

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
☎ (0) 181 870 8517
Fax: (0) 181 870 1095
Vol. 2 Friday, September 29, 1995 No. 39

بقیہ زاہدالراشدی کے مغالطے اور مطالبے

کفری ہوں اور صرف ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کی تکفیر جائز نہیں"۔

(ردالمختار)

یہ ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "من صلی صلوٰتنا...... الخ" (بخاری) تو مانے گا نہیں پر اسے اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ ولی اللہ شاہ صاحب کے اس قول پر ہی غور کرنا چاہیئے:

" ایمان کی تین جڑیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص لاالہ الا اللہ کہہ دے تو اس کے ساتھ کسی قسم کی لڑائی نہ کر۔ اس کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ بنا اور اسلام سے خارج مت قرار دے"۔

(حجتہ اللہ البالغہ، جلد ا صفحہ ۳۲۲)

اگر زاہدالراشدی اپنے ان اسلاف کی بصیرت پر ذرا بھی اعتماد کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ شیعوں کو امت اسلامیہ سے خارج کرانے کی توثیق اپنی منتخب پارلیمنٹ سے کرانے کی مہم چلائے اور خود اپنے میں اتنی جرات پیدا کرے کہ انہیں علی الاعلان شاتم صحابہ قرار دے کر توہین مذہب یا اہانت صحابہ کے کسی قانون کے تحت ماخوذ کرائے مگر اس منافق میں اتنا بل کہاں۔ یہ شیعوں کو اپنی امت میں شامل رکھے گا گو ان کے ساتھ کھائے پئے گا نہیں یا ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھے گا۔ وہ خلفائے راشدین، امہات المومنین اور کبار صحابہ کو دن رات گالیاں دینے کے باوجود اس کے سگے ہیں اور احمدی اپنے تمام تر اسلام کے باوجود اس کے معتوب۔ سچ فرمایا: الکفر ملۃ واحدۃ۔

○ ○

ان مشاہدات اور معروضات کے بعد اب ہمارے لئے یہ آسان ہو گیا ہے کہ اس اپیل کے دو مطالبات پر غور کر سکیں اور ان کا مختصر اور دو ٹوک جواب دے سکیں۔ پہلا مطالبہ یہ ہے، وقولہ:

"میں مرزا طاہر احمد سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک غلط اور غیر منطقی موقف پر ضد کر کے نہ خود پریشان ہوں اور نہ مسلمانوں کو پریشان کریں بلکہ بہتر یات تو یہ ہے کہ غلط عقائد سے توبہ کر کے ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد کی بنیاد پر امت مسلمہ کے اجتماعی دھارے میں شامل ہو جائیں"۔

ایک سنجیدہ مطالبے سے کہیں زیادہ یہ کسی نانافرنویس کا مشورہ لگتا ہے جس میں "بلھیے تو سمجھاون آئیاں بھیناں تے بھرجائیاں" کے مطابق یہ احمدیوں کو ملت اسلامیہ کے اجماعی عقائد کی بناء پر دائرہ اسلام میں واپس لانا چاہتے ہیں۔ اگر توان اجماعی عقائد میں (مثلاً) شیعوں کے وہ عقائد بھی شامل ہیں جن کا نمونہ ہم نے اوپر لکھا ہے تو عرض ہے کہ ہمیں معاف فرمائیں ہم تو اس دھارے میں جائیں گے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی آل اور اصحاب جمع تھے۔ ہم تو "ما انا علیہ واصحابی" پر قائم رہنا چاہتے ہیں اور الراشدی کے بہتر (۷۲) فرقوں والے اجماع کو مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق "کلھم فی النار" سمجھتے ہیں۔ اب جبکہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے "مھدینا" کے طفیل طیب کو خبیث سے، روشنی کو جہالت سے اور سچ کو جھوٹ سے ممیز کر دیا گیا ہے تو ہم اس مہدی کی پاک جماعت میں کیوں نہ رہیں جس کو خود صاحب الصلوٰۃ والتسلیم نے سلام بھیجا تھا۔ ہم اس گروہ میں کیوں نام نہ لکھوائیں جس میں "وآخرین منھم لما یلحقوا بھم" کے مصداق حضورؐ کی ہی بعثت ثانی کا وعدہ تھا۔ اب جو ہماری خوش قسمتی ہمیں عافیت کے اس حصار میں لے آئی ہے جس کے چاروں طرف ہمارے خون کے پیاسے درندے ہیں تو ہم اس سے نکل کر پھر تمہاری طرح آوارہ اور غیر محفوظ ہو جائیں؟ اگر تم اپلیں کر سکتے ہو تو ہم بھی پوچھ سکتے ہیں کہ آخر تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم دوبارہ تمہارے ساتھ شامل ہو کر کیوں پھر تمہارے جیسے ہو جائیں۔ تمہارے لئے تو جھوٹ شیر مادر ہے۔ تم تو اپنی اس دردمندانہ اپیل میں بھی غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے باز نہیں آئے۔ احمدیوں کے معاملہ میں افتراء، بہتان، سب و دشنام اور غلیظ زبان کو تم کار ثواب سمجھتے ہو۔ اس مطالبے کے جواب میں ایک بار اور آخری بار سن لو کہ ہم پاکیزگی، طہارت اور خدا شناسی کے اس تعلق کو توڑ کر تمہاری پلید اور مکروہ دنیا میں واپس نہیں آ سکتے اور اس معاملہ میں باہم اس فرق پر فخر و مباہات کو ہم تحدیث نعمت کے تحت جائز سمجھتے ہیں۔

اور دوسرا مطالبہ ہے:

" اگر یہ ان کے مقدر میں نہیں تو اپنی مذہبی شناخت کو مسلمانوں سے الگ کر لیں اور غیر مسلم اقلیت کا جائز اور منطقی کردار اختیار کر لیں۔ اس کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ معقولیت اور انصاف کا نہیں ہے"۔

اور اس حوالے سے بھی جماعت احمدیہ کا موقف بہت واضح ہے۔ ہم اپنی مذہبی شناخت الگ کر چکے ہیں۔ ہم مسیح موعود اور مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں میں شمار ہوتے ہیں جبکہ آپ لوگ بقول خود ان کے منکرین میں ہیں۔ (بلکہ علامہ اقبال، جن کی شخصیت کے گرد آپ کی اپیل کا تانا بانا بنا گیا ہے، وہ تو مسیحؑ کی بعثت ثانیہ اور مہدیؑ کے ظہور کو ایک "ڈھکوسلہ" فرما چکے ہیں)۔ ارشاد الٰہی "ورضیت لکم الاسلام دینا" میں "کم" کا مخاطب ہم اپنے آپ کو بھی سمجھتے ہیں اور اس دعوے سے کسی طور دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تم نے پورا زور لگا کر دیکھ لیا۔ اور بھی لگا لو۔ تم دیکھ چکے ہو کہ ہم نے اس دعویٰ کے حق میں اپنے خون سے گواہی دی ہے اور آئندہ بھی اس کے لئے آمادہ و کمربستہ ہیں۔ یہی وہ شہادتیں تھیں جو انسانی حقوق کی پامالی کی صورت میں تم جیسے بے ضمیروں کے دل کا کانٹا بنی ہوئی ہیں اور یہی تمہارے منہ پر دنیا بھر کے کفش ملامت کی شکل میں برس رہی ہیں۔

باقی رہا ہمارے منہ سے ہمیں غیر مسلم کہلوانا تو تمہیں خوب پتہ ہے کہ آج تک ایسا نہیں ہوا۔ خود ہمارے آقا و مولیٰ محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تم جیسے کور چشموں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اسلام کو چھوڑ دیں اور دنیا بھر کے خزانے اور اعزاز لے لیں۔ ہم بھی اسی راست قدم، راسخ الایمان آقاؐ کے غلام ہیں اور یہ "اقلیت، اقلیت" کی رٹ جو لگاتے ہو تو یاد رکھو کہ:

"کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ"

ہاں جہاں تک ہمارے کفر و اسلام کا معاملہ ہے تو اس تصفیے میں ہم اقراری مجرم ہیں۔ اس کے لئے کسی "منتخب اسمبلی" یا معتبر ملا کا فتویٰ درکار نہیں۔ ہمارے امام نے ہمارے ہاتھ باندھے ہوئے ہیں اور ہم خوشی سے ان کے پیچھے دست بستہ کھڑے ہیں۔ فرمایا:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

تم بڑی خوشی سے ہمیں کافر لکھو۔ ہم کہیں گے، صدقت۔

اور آخر میں تمہارا یہ خیال کہ ان دو راستوں کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ معقولیت اور انصاف کا نہیں تو تمہاری یہ سوچ سراسر باطل ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید سے زیادہ معقول اور منصف اور کون ہو گا۔ سو یہ تیسرا راستہ جس پر فی الوقت ہم گامزن رہنا پسند کریں گے وہ ہے توحید و رسالت کا ہردم اعلان کرتے ہوئے تمہارے اور تم جیسے معاندین کے سینے پر مونگ دلنا اور تمہیں قرآنی زبان میں "موتوا بغیظکم" کی تلقین کرتے رہنا کہ خدا تعالیٰ نے یہی تمہارے مقدر میں کر رکھا ہے۔

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ضروری تصحیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک لیکچر
Queen Elizabeth II
Confrence Centre
لندن میں ارشاد فرمایا تھا۔ یہ لیکچر کتابی صورت میں:
Islam's Response to
Contemporary Issues
کے نام سے چھپ چکا ہے۔
اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۷ پر
Object of Man's Creation
ہیڈنگ کے تحت پہلے پیرا کے آخر میں ٹائپنگ کی غلطی کی وجہ سے Nothingless چھپ گیا ہے۔ دراصل یہ لفظ Nothingness ہے۔ براہ کرم اس کے مطابق درستی فرمالیں۔
(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

SCL
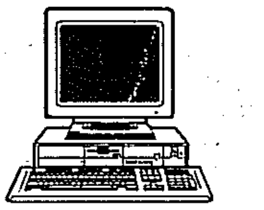
DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

سیٹنگ و ڈیزائننگ۔ خلیفہ رواح الدین احمد